



U14605

10-12-29

Qite - MATMVA - E - HABISHTA - E - PAK YAN  
KASAIL - E - SIPAK - O - NAMAZ.

Master - Azad.

Publisher - Azad Book Dips (Calcutta).

Date - 1927.

Pages - 96

Subjects - Magahib - Majesiyat ; Magahib -  
Zar Tushiti Magahib ; Zar Tushiti  
Magahib.





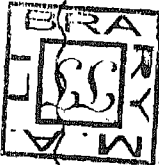


مجموعہ حقوق محفوظ

# مجموعہ نثر و نثر پاک

یعنی

## رسائل سپاک و ناک



حسب فرمائش آغا فتح علی خان صاحب حضرت آزاد

برائے آزاد ایک ڈپو

باہتمام منشی نظام الدین گیلانی پریس لاہور میں چھپا

1000 J STACKS  
177.6  
C.P.



M.A. LIBRARY, A.M.U.



U14605

L

CHECKED 2002  
11

## فہرست مضامین

### سیاک

عہد نامہ الہی اسفندیار روئیں تن کا

دینا چہ کتاب

پہلا اتصال - ستیا دتا - ہم جانتے ہیں اور جو کچھ جانتے ہیں بتا بیٹھے

دوسرا اتصال - اتیا دتا - اب ہم وہ کہتے ہیں جو چاہئے

تیسرا اتصال - دتیا دتا - سیکھو جو ہم سکھاتے ہیں

چوتھا اتصال - نیا دتا - منطق کو بھی دیکھو

پانچواں اتصال - ہیا دتا - اب پھر دہی

چھٹا اتصال - جیا دتا - جاننے میں ہے پڑھنے میں نہیں

ساتواں اتصال - گیا دتا - جو ہم نے سننا دہی کیا

آٹھواں اتصال - داتیا - ہم ہیں اور جو ہم ہیں ہم ہی جانتے ہیں

نواں اتصال - آتیا - ہم ہیں اور خود ہیں اور ایسے ہیں کہ آپ ہی ہیں

دسواں اتصال - ہیا دتا - ہم ہیں اور ہیں تو ایسے ہیں کہ جب چاہیں آپ ہی کریں

گیارہواں اتصال - سوا تیا - ہم نے جو کچھ کہا پورا کرتے ہیں نہ کریں تو کرتے

ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے ہیں

### نماک

اتصال دوسرا عقل انسانی

اتصال تیسرا نفس

اتصال چوتھا طبقات

اتصال پانچواں ار سے آما

حضور

عہد نامہ ار جاسپ

شخصت

اتصال پہلا عقل



بسم اللہ الرحمن الرحیم

## ویجا

سریر و حائیاں داری۔ ولے خود را نہ بدستی

بخواب خود را آتا قبلہ روحانیاں بینی

اُردو علم ادب کا آفتاب ایک بت مدید تک نشر و نظم کی دنیا  
پر ضیا باری کرتا رہا۔ آخر روحانیت کی گھنگھری گھٹاؤں نے اس کو گھیر لیا  
اور عرصہ دراز تک انہیں بدلیوں میں محو حسرت رہا +

اس منزل کے مسافر جانتے ہیں کہ ایک صاحب دل عالم حبیب  
شاہ حقیقی کی تلاش میں نکلتا ہے تو کس قدر وشوار گزار اور سنگلاخ وادیوں  
میں سے گزرنا پڑتا ہے۔ اور آخر کیا انجام ہوتا ہے +

حضرت آداد ابتداء سے عمر سے پاک طینت۔ روشن ضمیر صاحب  
دل تھے۔ ذرا سب کی پابندیوں اور ان کی خوبیوں سے گذر کر اصلیت  
کی طرف نکل گئے۔ اور دنیا بھر کے ہر مذہب کی روحانیت پر غور کیا۔ اور

جہاں جو بھول دیکھا اپنے دامن میں رکھ لیا۔ آئندہ وسعت و امن ختم ہوئی اور وہ گل صدر برگ - پتی پتی ہو کر بکھر گئے۔ اور مولانا دریا سائے حیرت میں غوطے کھانے لگے۔ جہاں کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ سوائے اس کے اور کوئی قوت نظر ہی نہیں آتی۔ نہ محسوس ہوتی ہے +

اس منزل میں پہنچ کر حالت جذبہ میں مولانا نے تمام علوم و فنون جن کا تعلق روحانیت سے ہے دامن کا غدا پر کھلا دیئے ہیں جن میں سے سب سے پہلی کتاب پارسیدوں کی مذہبی روایات سے اخذ کی ہے۔ دماغ کے پردے و فور مضامین کی تاب نہیں لاسکتے۔ اس لئے کہیں کہیں بے ربط بھی معلوم ہوتا ہے +

مولانا کی اس قسم کی تصانیف جو غوی سے زیادہ نمایاں ہے وہ مہود اور عبدیت کا اظہار ہے۔ ہر جگہ ہمہ از اوست کا عقیدہ جلوہ گر ہے۔ مگر کہیں ایک جگہ بھی ہمہ اوست کی جھلک تک نظر نہیں آتی۔ نہ شان عبودیت میں فرق آتا ہے۔ ورنہ ایسے مقام پر پہنچ کر بہت سالک ٹیڑھے راستوں پر جا پڑے ہیں اور غلائی کے دعوے کئے ہیں +

یہی تمنائے امتیازی ہے جو مولانا کے جذب میں چار چاند لگتا ہے۔ یہ رسالہ دوبارہ چھپ رہا ہے۔ پہلے جناب میر ممتاز علی صاحب کے اہتمام سے چھپا تھا۔ وہ ختم ہو چکا۔ لیکن آزاد کے شیدائی برابر طلب فرماتے ہیں۔ اس لئے دوبارہ جرأت ہوئی کہ

اس کو شائع کروں۔ اس دفعہ میں نے بہت سی بے ربط باتیں جن کا تعلق اس کتاب سے کسی طرح بھی ممکن نہ تھا۔ علیحدہ کر دی ہیں۔ امید ہے اس الہامی اُردو میں اب زیادہ لطیف پیدا ہو جائیگا۔ اور ڈھونڈنے والے جلد تر کچھ پاسکیں گے +

دعا کا محتاج  
طاہر نوریہ حضرت آزاد

یکم اگست ۱۹۲۷ء



## عہد نامہ الہی

سیاک اور خاک دو کتابیں عالی جناب ابراہیم زرقشت  
کو یزدان پاک نے دیں۔ یہ عہد نامہ ہے کہ اسٹیڈیاد  
نے باپ سے کیا تھا۔ اور اس کتاب کو آب نقوہ اور  
آب حیات سے لکھو اگر اول میں لگایا تھا تاکہ اس کی برکت سے  
ظریفین کو استقلال رہے۔ اگر وہ میں سے ایک منحرف  
ہو جائے تو فوراً ضریر الہی میں آئے۔ خدا جانے کیا  
سبب ہو اگر آج ایرانی کہتے ہیں۔ یہ انجیر میں ہے۔ جہاں  
ہو چاہئے کہ اول میں ہو۔

میں ہوں اسٹیفیدیار کہ ہوں پیشا اپنے والد گشتا سبب دلہ لہر سبب  
دلہ کے خسرو دلہ سیاوش دلہ کے کاؤس دلہ کے قہاؤ کا بجھے  
یزدان پاک نے روئیں تن کیا۔ میں اپنے عورت پر ہمیشہ چہرہ  
دست رہا۔ اب میں ہمیشہ باپ سے مقابل رہتا ہوں۔ اور یہ میری  
سعادۃ کے خلافت ہے۔ میں ہر دفعہ غالب ہوتا ہوں اور ڈوبتا  
ہوں عرق خود کشی میں۔ باپ کو دیکھتا ہوں وہ کسی طرح نہیں مانتے  
وہ جانتے ہیں کہ یہ وجود ار اپنے تسلط کا ہے تحت و تلج اور بازدائی  
پر اور مجھے کچھ اس کا شوق یا ذوق نہیں۔ ان کے رفع اشتباہ کے لئے

یہ عہد نامہ لکھتا ہوں اور پیمان دیتا ہوں کہ مملکت ایران میں کسی شہر یا آبادی میں نہ آؤں گا۔ کسی بادار یا کوچہ میں رستہ نہ چلوں گا۔ صحرا اور جنگل میں رہوں۔ اور کسی سے ملاپ نہ رکھوں۔ وہ بھی مجھے اُدھر سے اُدھر کو آنے میں ہزاری نہ عطا کریں۔ میں اس دنیا سے بیزار ہوں ان پاک اس دنیا کو مجھ سے بیزار کیسے۔ میں خوش ہوں اس حالت میں باپ میرا مجھ سے خوش ہو۔ اسے بیزدان پاک تو اُسے مجھ سے خوش رکھ۔ وہ خوش نہیں ہیں اس سے زیادہ اور کیا کروں پناچار یہ نوشتہ لکھ کر اس ہمالیوں نامہ کے اوّل میں لگاتا ہوں۔ اور جا پاپ وزیر کو دیتا ہوں۔ اے ہیرامند! گواہ ہو اُسے آتش روشن گواہ ہو۔ میں نے آپ کے آگے تلخ سر سے آمارا اور دونوں ہاتھوں پر رکھ کر ہیرامند کے سامنے التجا کی ہے۔ مجھے بھوک کا صدمہ نہ ہو۔ مجھے آب رواں پینے کو ملے۔ مجھے پوشاک وہ ملے جو بے ریب نہ ہو۔ میری تنہائی خضوری میں کچھ دشوار نہیں۔ اے ہیرامند اے بیزدان پاک میں ہوں آپ کا بے بس اور بے کس بندہ۔ میری دعا کو نامقبول نہ کیجئے گا۔ یہ دعا بارور ہو۔ اے ہیرامند میں اس دنیا سے اُتار دیتا میں چاہتا ہوں۔ آپ ہوں وہاں بھی میرے پروردگار اے میرے ہیرامند اے میرے پرورش کرتے والے! میرا آپ کے

ملے ہیرامند تیرا میا ہے مندر میں۔ یہ خاص وہ مقام ہے جہاں آنکھوں یا منڈوں آگ روشن ہوتی ہے۔ تلخ ہیرامند نام ہے پروردگار کا جس جہت کا وہ اپنی آفرینش کو مذق دیتا ہے

سوا کوئی نہیں۔ میں آپ کی طرف آتا ہوں اور آپ ہی کے آسے پر  
آتا ہوں آپ مجھے خوشی سے لیں۔ اپنے عقد سے منحرف نہ ہوں میں  
روتا ہوں اور جو کھڑے ہیں سب روتے ہیں۔ ہمارے رونے پر رحم  
کر۔ یہ دعا اور التجا کون جانے قبول ہوئی یا نہ ہوئی؟ تو ہے ہمیں آگاہی  
دینے والا۔ اور دلوں کو دلاسا دینے والا۔ میں میر منہ سے پاس نہیں یہ  
بڑا مقام ہے حکم ہو تو دونوں یہاں رہوں اور باپ کو تیسرا سلام کر کے  
اپنا منہ روشن کروں حکم نہ ہوا تھا کہ وہ رونے لگا۔ آواز ہوئی  
میری دعا قبول۔ اس نے تاج دلوں ہاتھوں پر دکھا ہوا تھا۔ زمین پر  
رکھ دیا۔ اور خوش ہو کر کہا۔ یہیں سے پایا یہیں چڑھایا۔ سب رونے  
لگے۔ اُس نے کہا۔ روتے کیوں ہو؟ میری تو دعا قبول ہوئی۔ اس  
بات سے سب کے دل خوش ہو گئے۔ اور کہا کہ ہم ہوئے آپ کے  
ساتھ۔ وہ اُن سے الگ ہو کر کھڑا ہوا۔ ان میں سے ایک ایک اس  
کے پیچھے ہوتا گیا۔ وہی سے زیادہ آدمی اس کے ساتھ ہو گئے۔ جا پاسپ  
وزیر اور ارچاسپ بھی اُنہی میں تھے۔

گشتا اسپ اکیلا کھڑا تھا۔ بیٹا بولا۔ آپ اکیلے؟ اُس نے کہا  
میں اکیلا! میں بھی تمہارے ساتھ۔ اس نے کہا۔ نہ ہو سکا میں یزوان  
پاک سے بڑے روز سے مانگ چکا ہوں کہ میں اکیلا یہ بات مجھے حکم  
میں ملی ہے میر منہ اور آتش روشن گواہ ہیں۔ بزرگان ایراں  
زمین میرے ساتھ ہو گئے۔ یہ نہیں لیتے نہیں۔ تم ہو اور ملک ایراں ہے

اُس نے کہا۔ یہ اب مجھے نہیں مانتے۔ میں ان پر کیونکر حکومت کروں گا۔  
یہ بولا مجھے خوب معلوم ہے کہ آپ کو حکومت کا شوق ہے۔ اور آپ  
چاہیں گے تو کر ہی لیں گے۔ اُس نے کہا اچھا میں نے نہیں یزدان  
پاک کو لے اُس نے چشم فرہ بستہ تسلیم ٹھکایا یعنی قبول مجھے یہی بُری  
بات ہے کہ میں اپنے حق پر ہوں۔ ہم لے آتش روشن میں کہا۔ تو  
حق پر نہیں۔ وہ چپ۔ سب چپ! ہم نے کہا حق تیرا کتنا سب  
کے پاس ہے۔ تو ہو ہم پر ہوگا حق پر۔ اس نے پھر سر جھکایا اور کہا  
میں ہوا حق پر۔ ہم نے کہا۔ کر کے دست خط اُس نے عہد نامہ  
اٹھایا اور لکھا۔ جو حاضر ہیں سنتے ہیں انہیں سنا دیں۔ یہ عہد نامہ  
ہسپر منہ اور آتش روشن کے سامنے میں نے یزدان پاک کو  
کو دیا۔ اسے یزدان پاک آپ مجھے اس مستقل کہیں میں ہوں اسفندیار۔ او  
مجھے کسی سے سروکار نہیں۔ یہ کہکشان سے جدا ہوا۔ اور یہ دن سہہ دو شنبہ  
۱۷ فروری سال ۵۸ فرید وانی۔ یہ تاریخ جب لکھی گئی تو اسفندیار تیشہ  
سے باہر آیا اور گھوڑے کی باگ پکڑ کر پیادہ رو بہ صحرا ہوا۔ بس یہی ہے  
جو کتاب ایران میں ہے۔ اس میں تو یہی ہے حکم ہے کہ اس کو بھر نظر ثانی کرو  
جب کہ نبشتہ سے بہر مند ہوا تو عرض کی کہ نام کیا ہو؟ نوید ہوئی جس وقت  
تم آتے تھے کہ لے یزدان پاک میرے جو بندگان یا بندگان ہوں فلسفا  
کے۔ تو دوسرے کیا آتا تھا؟ ابراہیم زرتشت سکوت فرمایا ہم نے کہا تھا پاک تم  
مجھے تھے کہ لکھو جو ہم کہتے ہیں یہی نام ہو۔ پاک ہو گا اور ہو گا اور ہو گا۔ بس یہی +

لے آتا ہی کہا اور کچھ بول نہ سکا + لے اسفندیار + لے یزدان پاک فرمایا ہے +

# پاک

## بنام بخشائندہ بخشائش گر

ہم دیتے ہیں فلسفہ اور ہم ہی سے لیتے ہیں لیتے والے یہ  
 علم ہے کہ ہم ہی سکھاتے ہیں اور جو سیکھنے والے ہیں ہم ہی سے سیکھتے  
 ہیں۔ ہم دیتے ہیں ایسوں کو جو ہوتے ہیں ہماری طرف۔ وہ ہو جاتے  
 ہیں ہم میں ہم ہوتے ہیں اُن میں۔ ہمارا علم اُن میں ہوتا ہے۔ وہ لیتے ہیں  
 اور لکھتے ہیں اور دیتے ہیں اور وہ ہوسکتے ہیں دینے والے۔ ان  
 سے لیتے ہیں لینے والے۔ یہی ہے طور اس علم کے رواج کا۔  
 ہم نے دیا تجھ کو اسے ابراہیم زرتشت۔ تولے اور پھیلا اسے  
 جنہی تجھ میں طاقت ہے۔ ہم دیں گے تجھے طاقت۔ تو اسے پھیلا میرا اور یہ  
 پھیلا گا مگر جب تک تو ہے! تیرے بعد کوئی نہ ہوگا! آج سے  
 دو ہزار چار سو بیاسی برس بعد ایک شخص ہوگا۔ وہ ہوگا مثل وہ ہوگا  
 ہندی ہوگا دہلی کا۔ بیٹھا ہوگا لاہور میں۔ وہ ہوگا ہمارا۔ ہم ہوں گے  
 اُس کے۔ وہ ہم سے مانگے گا۔ ہم دینگے اُسے۔ تو دیکھے گا اور کہے گا  
 اے یزدان پاک میرا فلسفہ بھی اس کو ملے۔ اس سے رواج  
 ہوتا ہے۔ میرا نام کم ہوا جاتا ہے میرا مذہب مٹ گیا۔ پارسیوں میں  
 پارسائی نہ رہی پارس مثل ہو گیا۔ یہ میرے نام کے لئے پارس



اور دلاں سے ناکام پھرا۔ میں نے دعا کی۔ تو نے اُسے بچایا۔ حکم ہو تو میں اسے بناؤں۔ اے ابراہیم زرتشت تو اُس سے کہیگا۔ وہ شوق سے مایرگا۔ اُس کا استاد شیخ ابراہیم ذوق بخجے کہیگا۔ میں کہتا ہوں وہ لیگا۔ تو اور وہ دونوں متوجہ ہو چکے۔ وہ ہم سے پوچھیگا ہم حکم دینگے۔ وہ اعتقاد سے لکھنے کو بزرگی مایرگا۔ اور ہم میں ہو کر لکھنا شروع کر ہیگا۔

یہ ہے اُس وقت کے مناسب حال جو دیا تھا ہم نے ابراہیم زرتشت کو کیوں؟ تو لکھوار رہا ہے ابراہیم زرتشت؟ دیکھ ہم دیتے ہیں اور وہی شخص لے رہا ہے جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا۔ ۲۲۸۲ برس پہلے اور جو شخص اس منتر کے متعلق ہیں دیکھ کیسا ٹھیک وقت پر آ نہیں ظہور دیا ہے۔ جن جن اغانوں کے لئے ہم نے وعدے کئے ہیں منتر کے۔ کیا ہم آ نہیں سمرانہ دینگے؟ دینگے اور دینگے اور دینگے کیا وہ بچ کر مکل جائینگے؟ نہیں اور نہیں اور ہرگز نہیں۔ اچھا اے ابراہیم زرتشت اب ہم تجھے وہ دیتے ہیں جو تو نے مانگا اور دیکھ وہی شخص لے رہا ہے۔ اور ایسی مصیبت میں ہے کہ اُس سے زیادہ بد۔ مصیبت دینی نہیں جانتے۔ تو بھی وہ ہماری مشیت سمجھ کر ذرا خیال نہیں کرتا اور لکھ رہا ہے۔ تو یہ جو اس ہوا جاتا ہے وہ نہیں۔ یہ ہے ہمارا ہم ہیں اس کے۔ اور ہم نے اسے نام دیا پروفیسر آزاد لکھ اسے پروفیسر آزاد۔

## پہلا اتصال ثنیا ونا

ہم جانتے ہیں اور جو کچھ جانتے ہیں بتائینگے  
فلسفہ وہ علم ہے کہ جس سے ہم حقائق موجودات کو اس اصلیت پر  
معلوم کریں جو کہ ادھر ہے اور جو ادھر ہے اس کو اس کا پرتوہ دیکھیں  
بس یہی ہے فلسفہ +

ہیولے۔ ایک قدرتِ خدا ہے کہ جس کو دیکھتے نہیں مگر وہ ہے۔ اور  
وہی ہے کہ ہر جسم کو مادہ جسمانیہ کا دینا ہے۔ ہم سب اسی سے بنتے  
ہیں۔ وہ ہر جگہ ہے اور ہر شے کو اسی کے حسب حال مادہ پیدا کر دیتا  
ہے۔ جب وہ مادہ مہیتا ہو جاتا ہے کہ آگے جسمیتہ میں تو ہیولہ کے  
اولے ہوتا ہے۔ جب ادھر آ جاتا ہے تو جسم ہوتا ہے۔ یہ ہیولے  
کی ترقی ادھر۔ اور ادھر۔ سے ادھر کو جائیں تو برعکس وہ ہو جائیگا پھر  
قدرت میں۔ فرمایا یزدان پاک نے کہ ہم ہیں قدرت +

صورۃ وہ کیفیت ہے کہ لاحق ہوتی ہے ہیولہ کے اولے کو جب تک  
نہیں لاحق ہوئی وہ صورتا ہے۔ وہ ہے ہماری قدرت۔ جب لاحق  
ہوئی تو صورتا ہو گئی۔ پھر بھی قدرت سے باہر نہیں۔ اور حق ہمارے  
حکم میں ہے۔ جب چاہتے ہیں بدلتے ہیں اور اس کو عرض کہتے ہیں  
لحون سے پہلے۔ یہ اور ہیولے دونوں جو صر ہوئے ہیں +

ہم جو کچھ کہتے ہیں وہی لکھا جاتا ہے۔ اور جب چاہتے ہیں ملتی

کر دیتے ہیں۔ ہم بیوقوف اور صورتہ سے مرکب کر کے جسم کہتے ہیں جب تک ظہور نہیں دیا جیسے کہ ہے۔ جب ظہور دیا تو جیسے کہ ہے جسم میں آگیا۔ جسم محض وہ ہے۔ یہ اگر قدرتی ہے تو جسم طبعی ہے۔ تمہاری ضرورت اس میں سے جو چاہے تراش لے۔ یا ہیولا کے وضعی کر کے جو چاہے بنالے۔ اسے حمل کہتے ہیں۔ ہیولا کے وضعی علت مادی تمہاری شے محمول کا ہوتا ہے۔ دیکھو یہاں سے کئی علتیں تمہاری شے محمول کے لئے واجب ہوئیں۔

دوسری علت علت جاعل۔ تم جو جاعل اپنی شے محمول کے کہ اپنی ضرورت کے بموجب قدرہ میں لاتے ہو۔ تیسری صورتہ ہے اسے بھی علت کہتے ہیں۔ وضع پذیر ہوتی ہے۔ اسے علت نہیں سمجھو یہ اثر جاعل کا ہے۔ ابونان کو جب ہم نے فلسفہ دیا تو اسے علت ہمیں کہا تھا تیسری معلول قدرہ کہا تھا۔ دیکھیں گے عرب میں علت غائیہ کہی جاتی ہے ہماری قدرت کا ظہور ہو گا۔ جبکہ آج سے ۱۱۱۸ برس گزر جائیں گے۔ دیکھو ابراہیم زرنشت تو نہ ہو گا۔ تیسری علت کے لوگ سمجھے مانگے اور باوجود اس کے فلسفہ کو محمول جائیں گے۔ ہم ان سے پہلے ایمان اٹھا لیں گے۔ انہیں خبر نہ ہو گی۔ کہیں گے ہم بمقتضائے عقل کام کرتے ہیں۔ اس میں اپنی ہوس و ہوا کو ایسا دور مندر کرینگے کہ جو نہ چاہتے تھے وہی ہو گا۔ ایزدا جزو اسطقتہ کا انجام تھا ہی بدو سے ناپود ہو گا۔ وہ فلسفہ کو ماننا آدھ مانتے تھے۔ یہ ہم ہو گئے۔ یہی تھا ہمارا فلسفہ ہم نے

کر دیا۔ علوم کی کتابیں سب بھسم ہو گئیں۔ یہی ایک کتاب تیرے ہاتھ کی رہیگی \*

## اب ہم فلسفہ علم میں لائے ہیں

جسم جیکہ جسمیتہ میں آتا ہے تو اُس میں ایک خودی پیدا ہوتی ہے۔ اسے ہم نے نفس کہا ہے۔ نفس شے کی حیثیتہ ہے۔ جہاں یہ ہے نفس ہے۔ نفس۔ شے کو ہمارے علم سے باہر لاتا ہے۔ تم شے ہو۔ تم بھی خودی میں آئے۔ جو خودی میں آئے تم سے غیر ہو۔ تم میں پھر ہونا چاہیے تو چاہئے کہ ہماری طرف اور ہماری طرف اور ہماری طرف ہو تب وہ ہم میں ہوگا رفتہ رفتہ۔ ہو جائینگے تم اُس میں۔ وہ ہم سے علم لے گا۔ ہم دیں گے۔ وہ جو کچھ پوچھ لے گا یا لے گا اپنے میں۔ وہ اُس وقت ہوگا کلیتہ میں۔ کلیتہ عالم ہے۔ وہاں جو فرد جزئی کی ہے کلیتہ طبیعیہ سے اُسے ماہر لاتی ہے۔ اور جس فرد کو سوچے اپنے میں شمول دیتی ہے \*

## دوسرا اتصال۔ ایسا ونا

اب ہم وہ کہتے ہیں جو جاسیئے

کلی یہی سمجھو کہ جب اُسے سوچیں تو جو فرد اُس کے اندر ایسے کہ نہیں سبب کو شامل کئے ہوتی ہے۔ جزئی اپنے شخص سے دوسرے کو غیر کرتی

ہے۔ کلیتہً وہاں ہے۔ یہاں تشخصات میں ایسی لغوف کہ چیزِ میتہ سے  
 باہر نہیں آتی۔ یہ ہے تمہاری طرف۔ ہمارے ہاں ہر چیز میں کلیتہً عموماً  
 روشن ہو رہی ہے۔ تم ہم میں ہو۔ کلیتہً تم میں ہوگی۔ پھر عالمِ محسوسات  
 میں ہو۔ وہی چیز ہے۔ یہ ہے ہماری قرینہ اور اُس میں جمعیتہ کا مبداء  
 اگر اور نہ پاؤ ہو۔ جمعیتہ اور صفات کی ہو کہ ہم میں جامع جمع صفات  
 جلال و جمال +

حصولِ کلیتہً پا ہو تو خلوة میں ہو۔ اور جس طرح محسوس سے  
 خلوة ہو اسی طرح خیال کو بھی غیر سے خلوة میں کرو۔ ہو جاؤ ہماری طرف  
 اس طرح کہ ہمارے سوا اور خیال نہ ہو۔ یہ ہوگا عالمِ وحدت۔ تم  
 ہونگے تم۔ تم ہو گے تم۔ اُس وقت تم کل میں سے جس فرد کو سوچو گے  
 اپنے میں حاضر پاؤ گے۔ یہ ہے ہمارے شُروق کی برکت +  
 شُروق کو ہم نے برکت دی۔ مگر وہ کسی پر نہ ہوا۔ نہ تجھے مادرے قابل  
 ہم نے اپنے شعلِ رحمت کو اٹھایا۔ تمہارے بعد آذرِ رشت ہوگا۔  
 پھر نہ ہوگا کچھ بس +

اُئمہ محمدیہ میں علی سے کوئی نہ ہوگا اس کی تسلی میں مگر حسین کی شہادت  
 سے سب ٹوٹ جائیں گے۔ علی الرضا اُن میں بھی ہوگا ماموں اُسے  
 شہید کر دیگا۔ حمدی خاتمِ الائمہ ہوگا۔ وہ عزلتہ میں ۱۲۳۶ برس گزارینگا۔  
 خروج کرینگا اور دنیا سے اُٹھ جائیگا ۲۵ھ کے بعد سعید انجیر  
 ایک شخص اُمت محمدیہ میں اُٹھینگا۔ وہ ہم لے گا ہم اُسے دینگے۔

مشائین اپنے دعوے میں پورے نہ ہوں گے۔ بلوعلی سینا اُس کا شاگرد اپنی ایک کتاب کو بھی دیکھ گا۔ تہذیب کو دیکھ گا اور کھینکا یہ ہے فلسفہ میرا میں نے اسے لیا۔ وہ ہوگا اخلاق وہ بھی نہ ہوگا۔ پھر وہ ایک کتاب شراح لکھ گا وہ ہوگا۔ مگر اُس سے نہ ہوگا۔ جو ہر خراب ہو جائیں گے ایمان نہ ہوگا، اعتقاد نہ ہوگا۔ ہم کو نہ چاہیے۔ دنیا میں ہونگے۔ وہی لینگے۔ ہم کہیں گے نہیں ہیں ہماری طرف۔ نہ دو ان پر شعاع انکشاف کی۔ ہم ہیں ان سے دور۔ یہ ہوں دو۔ جب یہ ہوگا۔ اسلام ہم سے محروم ہوگا۔ اشراق کو بھول جائیں گے کہ تھا یا نہیں +

ہم ہجرت کے ۱۲۲۵ میں ایک شخص پیدا کریں گے۔ وہ پوتا ہوگا محمد البرکات۔ اور بیٹا ہوگا محمد باقر کا۔ اُس کا نام ہم محمد حسین آزاد رکھیں گے۔ وہ ہوگا پروفیسر آزاد۔ اس کا نفس ناطق ہم اور اک کی روح سے لینگے۔ اور ترکیب دینگے جو آیتہ کو اُس کی جہاں آیتہ پاک سے۔ یہ ہے اُس کی آفرینش کی کیفیت۔ وہ پڑھیگا کتاب سے اور لیکھا ہم سے۔ ہم اُسے دینگے۔ نور اپنے اشراق سے۔ وہ اسے لینگا اور بھلائیے گا۔ ہم اُسے اُس کے صلہ میں انکشاف دیں گے وہ بھلائیگا اور دیکھا دیں جو ہم دینگے۔ بس +  
ہم عقل کو رجہ دیں گے۔ عقل ہم میں ہے۔ ہم اُس کے دس درجے رکھیں گے +



ہوئے۔ اور وہیں ہوئے اور وہیں ہوئے اور ہوئے وہیں۔ کہا جو ہم  
 میں ہوگا بجائے خود ہوگا۔ یہ ہوگی بزرگی۔ یہ ہوگا تو ہوگا۔ نہ ہونہ ہو۔  
 سب سن کر سکوت۔ اور سب ہم میں۔ ہم! ہم ہم ہم! +  
 عقل مقہم۔ کبریا۔ اپنے آپ۔ اپنی خوبیوں پر آپ نگاہ آپ  
 نگاہ آپ نگاہ۔ ہم نے بھی دیکھا۔ کہا ہم میں ہو تو ہو۔ جدا ہو۔ نہ ہو۔  
 پا بر جانہ ہو گے۔ دیکھی بہم نے کہا۔ ہم ہیں تو ہو۔ خودی میں ہو۔  
 ایسی بہ جانے جیسے پانی ہے۔ اُس نے کہا۔ میں ہوں۔ اور ہم  
 میں ہوئی۔ ہم ہوئے اپنے آپ میں۔ اور ہوں ہوں ہوں ہوں! +  
 عقل مشتم۔ جبروت۔ وہی کبریا مگر ہم ہیں تو کون ہو؟ ہم  
 ہیں تو کون ہو؟ ہم میں ہو کر کہا۔ ہم سوچے کہ اوھر کیونکر ہوا۔ معلوم  
 ہو کہ بڑے بڑے ضرور ہونے۔ اُن کے ٹوٹنے کو یہی ہو یہی ہو  
 اور یہی ہو۔ ہم ہیں ہم ہیں ہم ہیں۔ کون؟ کون؟ کون؟۔ یہ ہوگا  
 اور ہوگا اور ہوگا ہم توڑینگے ہم توڑینگے۔ ہم توڑینگے یہی ہے بس +  
 عقل ختم۔ بنیش نے خوداری کی کہ میں دیکھوں میں دیکھوں  
 میں دیکھوں۔ ہم نے کہا۔ ہم حکم دیں دیکھو۔ نہ ہونہ دیکھو۔ شوق اسکا  
 شوق اس کا شوق اس کا۔ ہم نے کہا۔ نہ دیکھ سکو گے۔ پھر خوداری  
 ہوئی۔ دیکھوں تو۔ ہم نے کہا۔ ہم میں ہو کر ہو۔ یہ ہو تو ہو۔ نہ ہو نہ  
 دیکھو۔ اچھا دیکھو نہ پاؤ گے۔ یہ دیکھوں سے نہیں۔ یہ تو بنیش ہے  
 عرب میں ہم اسے بصیرت کہلاتے۔ یہ ہے ہماری قدر کا۔ بس +



عقل و ہم - کتنی اٹھی - کام ہو کام ہو کام ہو - ہم نے کہا ہم  
 کرینگے ہو گا - اٹھی کہ یزدان پاک آپ میں ہو کر! - ہم نے کہا  
 یہ ہو گا یہ ہو گا یہ ہو گا - تم کرو ہمارا کیا ہوا - وہ بہت خوش - ہم نے  
 کہا بہت کیوں؟ دیکھا کہ خوش! ہم نے کہا تم ایسی ضرورتوں میں  
 مبتلا ہو گی کہ فرصت نہ پائیگی - اس نے کہا یہ کیا ہے؟ ایسے کئی جوان  
 ہوں تو میں کر دوں - ہم نے کہا - ہم میں ہو کر - ہم میں ہو کر - ہم میں  
 ہو کر - پھر ہم نے کہا دیکھو ہم نے کہہ دیا ہے - نہ ہو گے تو کام خراب!  
 کہہ دو اپنا حال فرمائیوں سے وہ ہونگے کیا جانے کب - یہاں  
 کہہ دو گے وہاں اثر ہو گا - آواز ہوئی - اس قوم کو اثر نہیں - ہم میں  
 کرنے والے کام کے - ہم توڑینگے انہیں - دیکھو ہم توڑینگے انہیں -  
 دیکھو ہم توڑینگے انہیں - عقل لے بولی یہ آپ کے توڑے توڑینگے - میں  
 نہیں ہوں - ہم نے کہا - ہم ہیں ہم میں ہم میں - سب نے کہا آپ  
 توڑینگے آپ توڑینگے آپ توڑینگے - ہم نے کہا - یہی ہو گا یہی ہو گا  
 یہی ہو گا - اب ہم ایسا خراب کریں گے کہ سب خراب ہو جائیں گے  
 یہی ہے بس +

لے عرب میں اس عقل کو ہم نے عقلان کہا تھا - مان اس وقت عرب میں صاحب کے  
 منوں میں تھا - وہ کھوٹھے اور آپس میں عقل فعال کہتے رہے ہم نے کہا کہنے دو -  
 انیس سچ نہیں کیوں زرقشت ہم نے تم سے کیا کہا تھا؟ توج یہ کیسے جنوں کر رہے ہیں؟ او  
 سب اٹھے ہو کر کہتے ہیں اب کیا کریں؟ یہ ہے وقت کا بھی کر سکتے ہیں - دیکھینگے - ہم پھر دیکھینگے

ہم ہیں تیری طرف تو ہے ہماری طرف اے پروفیسر آزاد تو  
ہے کہانے پر تو ہے حکم پر ہو حکم پر ہیں \*

سکھو جو ہم سکھاتے ہیں

جزئی کو اب یوں سمجھو کہ کئی میں ایک ایک فرد جزئی ہے۔ اس لئے کہ تجربے ہر تجربہ میں کلیتہ ہر تجربہ میں کلیتہ۔ وہی ایک ذات ہے اس پر شخص لاحق ہوا ہے۔ فرد فردِ خدا تعالیٰ میں آتی ہے۔ اور سمجھو کہ علم ہمارا بھی جزئی ہے۔ جزئی کو سمجھنا ہے۔ کلی کو نہیں سمجھنا جب تک ہم کلیتہ میں آپ نہ ہوں نہیں سمجھ میں آئے گی کہ وہ کیا ذاتیت ہے جس سے یہ ذات نکلی۔ اور اس میں کیوں یہ سلا حیدت ہے کہ جب اس پر عوارض لاحق ہوتے ہیں شخص میں اگر جزئی ہو جاتی ہے۔

ہم کلیتہً ہم میں آؤ۔ تم دنیا میں ہو تو بھی ادھر آسکے ہو۔  
 آؤ گے تھوڑی دیر کے لئے۔ جو اس طرح کہ ہم ہوں اور تم ہو۔ دوسرا  
 نہ ہو۔ ہم میں روح الارواح تم ادھر آؤ گے عالم الارواح میں  
 جب وحدہ کرو ہمارے ساتھ تو واجب ہے کہ غیر کا خیال بھی نہ ہو۔ وہ  
 ہوگا تو ہم نہ ہونگے۔ یوں ہوتی ہے وحدہ۔ ہم واحد میں! واحد اور  
 ہوتا ہے۔ احد اور ہوتا ہے۔ احد وہ ہے کہ جس کے لئے شافی  
 نہیں۔ ہمارے احادوں کو۔ سارے احادوں کو۔ سارے احادوں کو۔ سیکھو  
 ایک احد ہوا ہے۔ وہ ہیں تھوڑے تھوڑے جہاں ہم میں ادھر تو ہیں ادھر۔ ادھر  
 ہوں تو ایسے ہوں کہ ادھر کی خبر نہ ہو۔ ادھر ہوں۔ اور ادھر ہوں۔ اور  
 ادھر ہوں۔ یہاں تک کہ ہم ہوں تم میں۔ تم ہو گے ہم میں۔ وہی تو وحدہ  
 ہے نہیں وہاں کلیتہً لاحق ہو جاتی ہے۔ وہ عجب علو رتبہ ہے۔ ہر  
 شے وہاں موجود ہوتی ہے۔ چاہو! جو چاہو موجود۔ یونان میں ہم  
 ایک وقت دیکھے۔ وہ کہیں گے کلیتہً کئی قسم کی ہوتی ہے۔ وہ ان  
 کی سمجھ کے فرق ہونگے۔ مال سب کا کلیتہً ہے۔ ہی ہے ہماری وحدہ  
 کا رتبہ۔ یہی ہے کہ جب ہم دنیا سے اٹھیں گے تو یہاں ادھر ادھر کچھ تعلق  
 نہ ہوگا سیدھے آت بخت کی طرف جائیں گے۔ ہم ہونگے قدم میں  
 اور حدوث کے تغیرات ہمارے حال کو دکھانے لگیں گے۔ یہ ہے۔  
 ابراہیم زرتشت نے غرض کی۔ ہم ایسے ہی ہیں اے یزدان  
 پاک ہم کیوں کہ ہوں کلیتہً میں؟  
 مرحمت ہوئی۔ دیکھ

اے ابراہیم زرقشت تو اس وقت ہماری طرف کیسا متوجہ ہے  
 تجھے خبر نہیں کہ تیرے ہمارے بول رہے ہیں یا چپ ہیں ہم میں  
 تجھ میں کہ تو ہے ہم میں۔ بس یہی ہے اُدھر سے اُدھر ہونا۔ ہم تجھے  
 دینگے ریاضت۔ ہوتے ہوتے ایسا ہوگا کہ جب ہماری رحمۃ اُدھر  
 وسعت دیتی تو ہوگا ایسا کہ جو ہم دینگے تو پائے گا۔ اور نہ ہوگا کچھ اور +  
 اے میرے یزدان پاک! میں تجھے مانگتا ہوں۔ تو مجھے  
 وہی دے جو بہتر جانے۔ ہم نے تجھے دیا سب سے پہلے صبر۔ یہ  
 تجھے برداشت دیجگا تکلیفوں پر کہ جو آئینگی اس دنیا میں تجھ پر تو ان  
 کی پروا نہ کریگا اور کسی حال میں جو ہم میں ہوگا +  
 اے یزدان پاک! یہ منظور کیا میں نے۔ میں ہوں تجھ میں کہ تو ہو  
 تجھ میں +

اے میرے بندہ تو ہو تجھ میں اور دیکھ کہ تجھ میں کیا ہے؟  
 اَلَا میں دیکھتا ہوں کہ تو تجھ میں بولتا ہے۔ ہاں میں ہوں تجھ میں۔  
 اَلَا تو ہے مجھ میں تو میں کون ہوں؟ تو ہے وہی  
 اَلَا میں ایسا ہی ہوں کہ تو ہو تجھ میں! ہم میں تجھ میں  
 اَلَا میں نے تجھے پایا تو مجھے پا پایا ہم نے تجھے ہم ہیں  
 وحدۃ میں۔ اب ہو تو اگت کہ ہے تو دنیا میں دیکھ تیرے دل  
 میں کیا ہے؟  
 اَلَا میرے دل میں یہ ہے کہ میرے ایک بیٹا ہے۔ یہ ایسا ہو جیسے

کہیں ہوں +

اے زرتشت تو ہے بیٹے میں نہیں ہے ہم میں۔ تو اور ہم وحدہ  
غیر۔ وہ! ہم نہیں۔

اللا! اب میں اسے ندوں! میں ہوں تجھ میں تو ہو مجھ میں۔ یہ ہے تو  
ہم ہیں تجھ میں عرض کی۔ یہ ہے تو یہی۔ ہم نے کہا ہم ہیں ہم ہیں  
ہم ہیں۔ دیکھ ہم ہیں۔ اوپر تو ہے وہیں یہ ہم نے اپنی رحمت کو اٹھایا۔ تو نے  
دیکھا؟ اللا! دیکھائیں نے۔ کیوں؟ تھی وحدہ؟

زرتشت! تو کہتا ہے تھی۔ دیکھ اب ہم ایک تو ایک۔ دیکھ اب  
کوئی تجھ میں بولتا ہے؟

زرتشت! تو کہتا ہے۔ ہوں۔ نہیں بولتا۔ ہوں۔ نہیں بولتا۔ ہوں  
نہیں بولتا۔ جب تجھ میں بولے ہوں۔ تو جان کہ تو ہے۔ ہم نہیں۔

دیکھ وہ تھی وحدہ۔ اب جو ہم کہتے ہیں یہ ہے اشراق +  
زرتشت! تو کہتا ہے۔ زبے اشراق ہم نے کہا۔ ہم میں۔ تو ہو

اپنے کام پر۔ بس +

ہم نے جزئی و کلی کو ایسا فراق اور لحوق دیا ہے کہ تمہاری  
سمجھ میں نہیں آتا۔ یہاں آؤ گے تو سمجھ گے۔ یہاں لواقع اور عواض

نہیں۔ پھر بھی ہمدرد میں امتیاز ہے۔ پہچانتا ہے ہر ایک۔ ایک ایک  
کو۔ اور یہ شناخت ہمارے علم کی قدرت ہے۔ ہم نے انہیں دی ہے جو

ہماری طرف آتے ہیں اپنے اپنے درجہ پر ہوتے ہیں۔ ہم انہیں سچے

میں علم اور علم کی قدرۃ پہچان کے لئے یہ ہے ہماری رحمتہ یہ ہے ہماری برکت یہ ہے ہمارا فیضان۔ تو بڑا حوصلہ والا ہو جاوے لے اور سکوت کرے۔ اور ہمارے راز کو راز الہی سمجھ کر اس کی پردہ داری کرے تب ہو تو حاصل زعامتہ کبرئے کا۔ یہ رتبہ دیں گے ہم پروفیسر آزاد کو۔ یا در ہے بھٹو۔ تو ہو گا اس وقت ہم میں۔ اور ہم تجھے دکھائیں گے کہ دیکھ یہ ہے پروفیسر آزاد۔ ہمارے حکموں کو کیسا لٹا ہے۔ اور کیسا اُن پر مستقل ہوتا ہے۔ بس یہی ہے \*

### چوتھا اتصال نیا و تا

منطق کو بھی دیکھو  
کلیات اربعہ

جزوی دہلی ختم ہوئی۔ یہ تھا فلسفہ۔ اب ہم تم کو وہ جزو دیتے ہیں جسے فلاسفہ یونان کے نطیقہ کہتے اور عرب منطق۔ ایران عرب سے لیتا۔ اپنی زبان اور یہ علم کم کر دیتا۔ بولی کچھ اور ہو جائیگی۔ فلسفہ

(تصحیح لفظ منطق کی رہنا کو عرب نے منطق کہا منطق نفس ناطقہ کی گویائی ہے۔ یونان نے لطیفہ کہا۔ اس نے نفس ناطقہ سے لیا تھا۔ وہ بھولا۔ لطیفہ ہو گیا۔)

نیا حقیقتہ میں وہ علم ہے جو ہم سے لے اور ہم دیں کہ جو کفر طاکرے۔ اس کے اصول سے درست کرے۔ اس کے لئے کوئی لفظ عرب میں نہیں۔ ۱۲ سو برس سے آج تک کتب یونان و عرب و فارس بلکہ کل ممالک آشیانہ علی علی آتی ہے (بقیہ صفحہ ۲۶)

ہوگا وہی جو یا عرب نے یونان کے مشائخین سے۔ اس کا مدون  
عرب میں بلوغی ابن سینا ہوگا۔ اس کو ایران پڑھیں گے۔ یہ کتاب آپ  
ہی آپ ہوگی +

ہم نہیں دیتے ہیں منطق کے اصول اور الفاظ۔ یہ فلسفہ میں بولتے  
میں اور نے اصطلاحی لیتے ہیں اسے ابراہیم زرقشت جہاں جس ہم  
کہیں تم سمجھو۔ یہ لفظ جس ہے تو ایسی تھی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں  
اُن کثیرہ برجن کے ہر فرد میں ذاتیت کے لحاظ سے یہ سرشت ہے۔ اگرچہ  
کثیر مختلف الحقائق ہیں +

فصل ایسی تھی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں ہم اُن کثیرہ پر جو اپنی  
ذاتیت کے لحاظ سے اُن میں سے بعض افراد کو الگ لے لیتی ہے۔  
اگرچہ کثیرہ ہوں مختلف الحقائق +

نوع۔ ایسی تھی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں اُن کثیرہ پر جو

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) ہم دیکھ رہے ہیں +

اسے ابراہیم زرقشت تو لکھ۔ تیری کتاب ۳۱۵ ہجرت محمدیہ میں اس غلطی کو  
کھول دیگی۔ ہر دوسرا زاد کو ہم دینگے اس کی زبان میں سپاک۔ وہ اس حاشیہ کو  
دیکھا اور چھٹے باب کے شروع سے پہلے اسے لکھیں گے +

کتاب اس کی اس لفظ پر ہوگی آدر زرقشت تیرا بیٹا ہم سے غرض کریں گے  
پروفیسر زاد اس سے سن کر تم سے ملتی ہوگا۔ تم دینگے۔ اور اس وقت کل ہندوستان  
اور کشور ایران میں حرفا حرفا پھیل جائیگا +

ذاتیہ اور حقیقتہ میں ایک ہیں۔ ہم ایک ایسی مثال دیتے ہیں جس میں تم تینوں کو سمجھو +

جنس حیوان	ناطق کی	حیوان ہے
فصل اس کی	ناطق ہے	
نوع اس کی	انسان ہے	

عریضاً۔ یہ کئی ہے کہ اسے اطلاق کرتے ہیں ہم ان کثیرین پر جو مختلف الخالق ہیں ذاتیہ میں اور متفق ہیں لحوق میں +

یہ میں کلیات اربعہ ہم انہیں ہر جگہ پڑھتے ہیں اور یہی سمجھتے سمجھاتے ہیں جو سننے سم نے کہے۔ ہم نے کئی وجہ تئی کے مننے نہیں بتائے تو ہیں۔ تم یہ بھی سمجھتے کہ جرنی کئی ہو تو کیونکر ہو؟ ہاں یزدان پاک۔ ادھر سے ادھر۔ یہ ہے پر ایسا ہو کہ تصور تک ادھر کا نہ ہو۔ اسے خوب سمجھو۔ یہ بات سمجھ میں آئی اور ہے۔ اور اس کو ادھر لائق دے کر ادھر ہو جانا یہ اور بات ہے۔ یہ ہم میں ہوتا جیسی ہوا تم حیرت تو کرو گے کہ یہ کیا کہا؟۔ یزدان پاک۔ حیرت ہے۔ ہم تم میں ہیں۔ اؤ ہر دم ہر پل میں۔ واجب الوجود ہو کر ہیں۔ مگر لائق اور عواض میں ایسے دیے ہوئے ہیں کہ کچھ بھی ظہور نہیں دے سکتے۔ جب انہیں چھوڑ دو تو واجب الوجود۔ یہ یہاں ہے تو بندگی۔ ادھر اس کا ہر چہ ادھر کے لئے اس کا ارادہ۔ ادھر سے رحمتہ۔ جاؤ نہ رحمتہ ہو تو ادھر سے ادھر ہونا مشکل نہیں۔ یہ تم نے دیکھ لیا ہے۔ درشت نے کہا





کرے اپنی عقل سے۔ یہی ہے ہماری قدرت کا ايقان +  
 دیکھ زرتشت یہ ہے پر و فسر آزاد۔ اس پر ہماری قدرۃ  
 کا وعدہ پورا ہوا۔ یہ ہوگا اس وقت ایسا اور اس سے زیادہ۔ ہم اسے  
 لینے اپنی طرف۔ یہ ہوگا ہماری طرف لکھینگا سپاک کو اس وقت  
 کی زبان میں۔ ہم اسے اُردو کہو اُٹینگے۔ اُسے اس علم کا شوق ہوگا  
 حاکم وقت فرنگ ہوگا۔ وہ اس علم کے ساتھ اُس کا دشمن ہوگا۔  
 اُن کے مقتدر کا نام اُچھپین ہوگا۔ وہاں تین پشت سے اُسکی دشمنی  
 میں ہوگا۔ جب یہ کتاب ہم لکھواتے ہونگے وہ ذلیل ہوگا۔ جب ختم  
 ہوگی بہت ذلیل ہو جائیگا +  
 اب ہم پھر فلسفہ کے مسائل لکھواتے ہیں +

### پانچواں اتصال۔ میاوتا۔ اب پھر وہی

زمانہ۔ ہم اپنے عہد کو... حال کہتے ہیں +  
 جو ہم سے پہلے تھا اُسے ماضی +  
 جو ابھی نہیں آیا... استقبال ہے جہاں یہ ہیں وہاں زمانہ  
 ہے +

زمانہ وہاں ہے جہاں حدوث ہے۔ قرار نہیں۔ جب حدوث  
 سے اوپر ہو تو دوسرے۔ اس میں حدوث نہیں۔ پھر بھی تغیرات  
 ہیں۔ وہاں نہ سمجھ میں آئیں گے جب تک یہاں نہ آؤ گے۔ ہر تغیر

میں ایک بات ہے کہ وہ ہے اور نہیں۔ تو بھی وجود ہے۔ اُسے ہم  
 یہاں کیا سمجھ سکتے ہیں؟ وہی سمجھ جو اُدھر ہو۔ دہر زمانہ سے اوپر  
 ہے۔ اور وہاں جنبش نہیں۔ وہاں حرکت نہیں۔ وہاں مہر و ماہ ہیں اور  
 گردش نہیں۔ سال و ماہ کا حساب نہیں۔ مددہ کو مقدار نہیں۔ ہم ایک  
 فرد میں شخص کو ولادت سے دم آخر تک سمجھ لیتے ہیں۔ پروفیسر آزاد  
 اکثر دہریوں کو گے۔ وہ نہ سمجھیں گے کہ میں ہوں۔ وہ اگر چاہیں تو  
 رجوع کریں اور نوجوان ہو جائیں مگر نہ جاسکتے گے ہونگے ہمارے حکم  
 میں۔ نہ ہونگے حُب جاہ میں۔ نہ ہونگے مُجتہد میں۔ نہ ہونگے طبع  
 میں۔ نہ ہونگے سہل انگاری میں۔ نہ ہونگے تساہل میں۔ جب ہونگے  
 حکم۔ حکم۔ حکم۔ دیکھ ابراہیم زرنشت وہ آدمی ہے۔ اُسے  
 شوق ہے ہماری کتابوں کا۔ جو ہمارے حکم کے دشمن ہیں وہ نہیں  
 پہنچنے دیتے۔ ہم نے کہا ہم دیکھیں گے۔ ہم مہاراجہ جے چند کی چھ کتابیں  
 لکھوا دیں۔ اور یہ لکھوا دیں گے۔ وہ لکھیں گے اور اپنے آپ کو اس قابل کر لیں گے  
 کہ ہم دیں وہ لے۔ یہ آدمی آزاد کے لئے بڑی مشکل بات ہے۔ ہم  
 دیں گے اُسے۔ وہ ہوگا ہر وقت ہماری طرف۔ اُسے اولاد کا خیال  
 ہوگا وہ بھی اسی لئے کہ ہوں ہماری طرف +  
 ہم آپ پروفیسر آزاد کو کہتے ہیں کہ یہ اتصال ختم ہوا۔ اس کے  
 آگے چھٹا اتصال لکھو کہ ہے وہ جیسا و تا (جانے میں ہے۔ پڑھنے  
 میں نہیں) بس یہی +

## چھٹا اتصال - جیاوتا - جانے میں ہے بڑے نہیں

اے ابراہیم زرتشت - فلسفہ ہمارا یہ ہے کہ جب ہم چاہیں جو ہم چاہیں - ہو! - اور ہو! - اور ہو! ہم اپنے عالم میں کل عالم ہیں - جو یہاں ہے وہ آوریچے کے عالموں میں غور ہوتا ہے ہم ہم ہم ہیں ہیں ہیں - ہم کتے ہیں - یہاں ہوتا ہے - یہ اور ہوتا ہے - جو ہم میں ہے - وہ یہ ہی - ہم ہیں اپنا آپ وقت - یہ وقت ہے اور ہے - اس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا یہ ہے سرمد - یونان کو جو ہم نے فلسفہ دیا وہ وقت کو ۳ درجوں پر لے گئے - ان میں افلاطون الکی اس بات کو سمجھا کہ سرمد بات ہی اور ہے - ہم ہیں سرمد ہم ہیں سرمد ہم ہیں سرمد - یہ ایک حالت ہے ہماری - وقت نہیں - وقت کو قرار نہیں - ہم ہیں قرار ہم میں قرار ہم ہیں قرار - آج ہم وہ کرتے ہیں جو ہیں آج سے ۴۵ برس بعد کرنا تھا - ہم ہیں اپنے فلسفہ کے مالک - ہم جیب چاہیں پورا کریں - یہ ہے ہمارا فلسفہ - کیوں زرتشت دیکھا تو نے تو کہتا ہے مجھے رحم آتا ہے پروردگار! تو رحم نہیں کرتا - ان کے بچے اگر بڑے ہوں تو دیکھے تو! - ہم دیکھ رہے ہیں!

زمانہ اور دوسرے ہم نے سمجھا یا سرمد کو بھی تم نے جان تو لیا - دیکھو سرمد ہم ہم ہم ہیں! ہیں! ہیں! یہ ایک ہماری حقیقت ہے - اور حقیقت وہ نہیں - یہ ایک حالت ہے ہماری کہ ہم ہیں - اور ہر طور سے

ہیں اور کوئی کچھ ہو ہم ہیں۔ وہی اور میں۔ اور ہم وہی جو تھے۔ اور ہونگے اور ہونگے اور ہونگے۔ جہاں تک تم سمجھو۔ جہاں تک سمجھو۔ جہاں تک سمجھو یہ ہے سرمد۔ اب ہم بتاتے ہیں کیا ہے سیتیا واما؟ اور نیا واما میں فرق؟ سیتیا واما یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ یہ ہے ہمارے واسطے۔ تم ہیں آپ۔ آپ خود۔ یہی خدا۔ خود آپ ہیں اور کوئی نہیں۔ کوئی ہے؟ نا۔ نیا واما۔ ہم جانتے تو ہیں مگر ان سے پوچھ کر۔ پوچھنا بڑی مشکل! ادھر سے رحمت بڑی مشکل! یہ مشکل تمہاری بات ہے۔ تم ادھر سے ادھر ہو! یہ ہو تو آسان۔ نہ ہو تو مشکل!۔ یہ ہے۔ بس بہتم بہتم بہتم۔ جب ہم ہیں تو تم ہم میں ہو ہم میں ہو ہم میں ہو۔ اتنے ہو کہ اپنے گرد و پیش کی آواز بھی سنائی نہ دے۔ یہ تمہارے لئے بڑی بات ہے! ادھر یہ ہے کہ بھلا اتنا تو ہو! یہ ہو تو جب ہم سے عرض کی اتجا کرو۔ جو ہر قابل ہوگا تو ہم رحمت ادھر سے مہذول کریں گے۔ نہ تو حکم ہوگا ریاضتہ! ریاضتہ کیونکر؟ آخر شب اور آخر روز۔ وہ دین دیا نہ تو نہیں مگر بہت سے امور کا مجموعہ ہے۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب ہم دیکھیں کہ ان میں ایک دین دیا نہ بھی ہے۔ اور صفت نہیں کہ نہ تھی۔ اب ہو گئی۔ یا اب تو ہے۔ مگر کبھی ایسا بھی ہو کہ ہم میں وہ نہیں۔ ریاضتہ کو ایسا سمجھو کہ ہم ہیں اور تم نہیں۔ تم آجاؤ۔ ہم ہونگے تمہارے میں۔ اس وقت تم ہم سے جو مانگو ہم سنتے ہیں +

عالمیناب بادیم زارشت حضرت عقل اقل سے پکارا زار فراتے ہیں

## ساتواں اتصال گیا واما۔ جو ہم نے سنا وہی کہا

ہم ایک عجیب مسئلہ وجود باری کا نہیں سمجھاتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ جب ہم نیاز کے ساتھ اس کا تصور کرتے ہیں تو ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ آؤ۔ جب ہم ادھر جانے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ جو کچھ یہاں ہے وہی وہاں ہے۔ مگر یہاں جسمیت ہے۔ وہاں جسمیت نہیں۔ اور یہاں یہاں ہم آنکھوں سے دیکھتے ہیں وہاں علم ہے۔ یہاں سوچنے کی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ وہاں یہ نہیں۔ مگر معلوم ہوتا ہے کہ خوشی ہے ہاں یہ کہ کیڑہ یا گھلا یہ ہے۔ یہ اوپر جا کر ہو کہ خوشی میں تیار ہو گا۔ گلاب کی اور خوشی ہے سیلوتی اور خوشی ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہی پھول کی قسمیں ہیں۔ عالم محسوسات سے جب اوپر جائیں تو یہاں ہم ہمدردی میں اس طرح امتیاز نہیں کر سکتے جس طرح کہ چاہئے۔ عالم عقول اور فطرت سے اوپر آجائیں اور ہوں ہم میں ہی ہم میں۔ اور ہماری طرف سے ہو کہ دیکھو! کیا ہے اس وقت ہر طرح کے امتیاز کو پاؤ گے۔ ہاں اب یہ رہا کہ وہاں کب؟ یہ فریاد کار کی دیا پر ہے۔ جسے عرب میں پہننے کہو یا ذابت بخت۔ ہم جب تک وہاں نہیں بے خبر ہیں۔ ذات بخت ہے عالم علم۔ وہاں ہوں تو معلوم ہو۔ عالم محسوسات سے۔ وہاں ہونا بہت دشوار ہے۔ ہم سے پوچھے۔ ہم دیکھتے۔ آپ کلیتہ میں ہو کر سوچئے۔ نہیں کھلیں گے۔ بس یہی ۴

ریاضت ہماری ہم ہی جانتے ہیں اور ہم بتاتے ہیں تمہیں اُسکا  
 طریقہ۔ وہ حقیقت میں تمہارے جوہر پر منحصر ہے جس قدر اُسے برداشت  
 ہوگی اتنی ہی اُسے کلفت معلوم ہوگی مگر وہ اُسے خوشی سے لینگا۔ اور ہم  
 اُسے پسنگے۔ اور ہم اُسے دینگے اور وہ لینگا۔ وہ علم ہوگا! علم ہمارا ہم  
 میں ہے۔ ہم علم دیتے ہیں۔ وہ بے علم ہو کر ہم میں ہو۔ وہ کئے ریاضت  
 کیونکر ہو؟ ہم کہیں ہو جاؤ! وہ کئے ہو گیا میں ہم کہیں دیکھ اُکے دیکھا  
 ہم کہیں سمجھا؟ وہ کئے سمجھ گیا۔ ہم کہیں یہ کیونکر ہوا؟ وہ کئے جو حضور سے  
 ہوا۔ ہم کہیں ہم نے نہیں کیا۔ وہ کئے اے ایشور مہاراج یہ مجھ سے  
 خطا ہوئی۔ ہم کہیں نہیں۔ کہو! وہ کئے کیا؟ ہم کہیں کہو۔ حضرت سے  
 ہوا۔ ہم اپنی مصلحت کو آپ سمجھتے ہیں! وہ کئے مہاراج حضرت سے ہوا ہم  
 کہیں۔ بس یہی۔ پھر وہ کئے اے مہاراج مجھے وہ مئے! ہم کہیں وہ  
 ہے! وہ کئے لے لوں؟ ہم کہیں۔ پھر سے لے نہیں۔ وہ کئے  
 درست یہ ہے اور ہم کہیں یہ تو اُس کی ہے! وہ کئے اُسی کی ہے  
 یہ ہے ریاضت ہمارے حضور کی۔ دیکھ اے ابراہیم زرتشت  
 کس شوق سے ہمارے علم کو لیتا ہے یہ بندہ ہمارا۔ تو نے بھی لیا۔  
 مگر اس شوق سے نہیں لیا۔ یہ ہوتا تسلیم بڑھ کر رضا کی طرف۔ ہم ہم ہم  
 ہم جو اس میں ہو کر کہتے ہیں خوش ہی ہوتا ہے۔ یہ ہے ہماری ریاضت  
 میں طاعت اور متابعت میں۔ تو اسے دیکھ اور بانگ ہم سے یہ بات!  
 ہم نے کہا پک کیا کر بیگا بد اُس نے کہا نہ لو بیگا بد و نگار پھر آئے

کہا ریاضتہ کا طریقہ تو دیکھو! ہم نے کہا وہ دیکھیں گے اور اُس نے  
 کہا نہ دکھاؤں؟ ہم نے کہا نہ! اس نے کہا بہت خوب۔ عرض کی  
 مجھے تو مرحمت ہو ہم نے کہا لکھ ہم نے لکھ دیا اُس نے لکھا۔ ہم نے کہا  
 بس اور نہیں اس نے کہا خوب۔ ہم نے کہا ہم ہیں ظم اُس نے کہا  
 یہی۔ اس نے کہا شہزادہ مقدس سے دو تین کتابیں لے آؤ گے۔ ہم نے  
 کہا لے آؤ۔ اُس نے کہا ایمن آباد سے دو چار؟ ہم نے کہا بھائی بھائی  
 اُس نے کہا ریاضتہ کا طریقہ مرحمت ہو ہم نے کہا لکھ وہ لکھ رہا ہے  
 دیکھ ہم کہتے ہیں۔ بس۔ وہ ہے بس یہ ہے ہماری اطلاع یہ ہو  
 تو ہماری ریاضتہ +

اس میں اردن کا وقفہ ہوا و خادیا دانا ابراہیم زرتشت  
 نے پھر التجا کی اسے آؤ گشت سپ میری کتاب پھر  
 لکھو ایسے۔ حکم ہوا وہ بندہ ہمارا ہر وقت موجود ہے  
 خست کو۔ دیکھو آج تفرج سے بھر کر آئیے گا ہم دیکھنے  
 وہ لکھیں گے +

و خادیا دانا ابراہیم زرتشت نے عرض کی یا میرے  
 ایزد پاک مرحمت ہو۔ چنانچہ اشراق مقدس اللہ میں ارشاد  
 ہوا لکھ اسے پروفیسر آزاد +



## آٹھواں اتصال ولایتا ہم ہیں اور جو ہم ہیں ہم ہی جانتے ہیں

ہم ہیں کہ ہم نے اپنے سنیں شیور او یا کموایا۔ پھر ہم نے ہی  
ایزد کو پایا۔ ایک درجہ او پر یزدان اسی ملک میں ہوا۔ جب ملک  
اسکندر نے زور پکڑا ہم نے اپنا نام لہنا کہا۔ سب نے کہا! ہم بہت  
زور سے بولے۔ یہ ہو گا عرب میں اگہ عرب میں اگہ اللہ ہوا ہم نے  
اللہ کے نام کو نور دیا۔ یونان اور فارس سب میں اُسی کا اجالا ہوا  
نور سو برس سے زیادہ نہ رہا۔ ہم نے چاہا انہوں نے نہ چاہا۔ نور کی  
روشنی کو حکومت میں لیا۔ ہماری طرف نہ ہوئے عقل جزوی کو دیکر  
دنیا میں بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا۔ یہ بھی ہماری دی ہوئی ہے۔ حکم  
میں ہونگے۔ وہ ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ دنیا کو لیتے لیتے ہم کو بہتا نہ  
کر دیا جھوٹ موت ایمان رہ گیا۔ ہم نے اُن سے نور کو اٹھایا  
وہ نماز روزہ اعمال بھی کرتے تھے مگر ہم میں نہ تھے۔ اسی طرح ۳۱ سو  
برس گذرے ہم نے ۱۲ سو ۵۵ ہجری میں پروفیسر آزد کو آفرینش  
دی اور ۳۱ سو کے بعد نور نے اس میں ظہور کیا۔ وہ بڑے زور سے  
اُٹھتا اگر تو ایمان کو نوروں میں ہوتا وہ نہ تھا۔ سب نے اسی کے  
زور کو اپنی کثرت اور روپے کے زور سے روکا۔ وہ رکا مگر نور نہ  
رک سکا۔ وہ ہوتا رو گئے گئے ہم نور دیتے گئے۔ وہ خستہ بختوں  
میں بُری طرح مبتلا ہوا۔

اُس کی بی بیوں اور بیٹیوں نے بڑی پاکدامنی سے نور کو دل میں رکھا۔ وہ بے علم تھیں۔ تو بھی ہماری طرف حسرت سے دیکھتی ہیں۔ ہم نے اُنہیں دُور دُور سے رُوک رُوک کر پھر اس کی طرف پہنچایا۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور حیرت کی کہانی یہ کیونکر ایسی ہوئیں؟ وہ ہمارا قادرۃ کو سمجھ گیا تھا۔ یقیناً پر ردا اور اُنہیں حکم پر لیا۔ وہ اس کے پاس آئیں اور نور سے آئیں اور نور میں آئیں۔ بیٹیاں اور بیٹے اُن سے زیادہ۔ ہم نے اُنہیں یک جا کیا۔ وہ بہت خوش ہوئے۔ اور ہماری قادرۃ کو بڑی عظمت سے لیا۔ اور یہ بات بے توری میں بھاری پتھر ہو کر گری۔ سب تیراں ہوئے۔ شاگردوں کو برا زور ہوا۔ وہ خوب اُچھل اُچھل کر کھڑے ہوئے اور بیٹھے۔ اور پکارے۔ لے لے ہمارے ایشور اے ہمارے ایشور تو بڑا ہما ایشور تو نے کیا کچھ کیا؟ تو نے کیا نور دیا؟ یہ کیسے نور دلے؟ یہ کیسے نور آتی؟ یہ کیسے نور میں غوطے مار کر اُڑتے ہیں؟ یہ کیسے تجھ تک آتے ہیں؟ یہ کیا کچھ ہے جو تو انہیں دیتا ہے؟ ہم تو برسوں شاگرد رہے ہیں تو کچھ معلوم نہ ہوا۔ ہمیں نور ہونا تھا ہوا۔ مگر یہ تو کچھ اور ہی ہوا۔ اسے ایشور تو بڑا ہما ایشور تو نے ہمیں دیا ہے مگر پردہ کا حکم ہے۔ اُنہیں کیونکر ایسا ہوا؟ اے ایشور ہو! اور ہو! اور نور بھی ہو! لے ایشور اُور بھی ہو +

یہ فرستہ اُن کی ہیں ایسی خوش آئی کہ ہم نے اُنہیں ادب بھی دیا۔



نواں اتصال آتیا۔ ہم ہیں۔ اور خود ہیں۔ اور ایسے ہیں کہ آپ ہی ہیں

اسے ابراہیم زرتشت۔ ایزد اور یزدان ایک ہی ہے۔ ایزد کو ہم نے عرب میں بری ہو گیا۔ پاک! پاک! پاک! یزدان نہیں ہے کسی اور کے لئے۔ ایزد عقل اول کو بھی بوسنے میں ہو گیا ہے۔ تو مانگ ایزد کہہ کر پائیگا۔ یزدان کی ایک جنت ہے وہ بھی۔ بس ہی ہم نے جب اسفند یار کو تاج کیا فی دیا کہ سر پر رکھ۔ اس نے کہا۔ ہا پاپ تو ہے۔ میں کیونکر لوں؟ ہم نے کہا۔ لو! اُس نے دو لو ہاتھوں پر لیا۔ اور کہا۔ پاپ کے سر پر ہو۔ ہم نے کہا۔ وہ اور ہے تو اور ہو۔ اُس نے رو کر کہا۔ وہ جیتا ہو۔ ہم نے کہا۔ وہ ہے۔ تو ہو۔ پھر رو یا اور کہا۔ میں نہ ہوں وہ ہو۔ ہم کو یہ بات بہت خوش آئی۔ ہم نے اُسے وہ دیا جو باب کو نہ دیا تھا۔ اُسے ہم نے کشتہ اوضاع اور کشتہ قلوب دیا۔ وہ باغ باغ ہو گیا۔ اور کہا۔ اسے یزدان پاک مجھے بڑی سلطنت ملی! ہم نے کہا اور دیکھے۔ اور دی۔ وہ بہت خوش ہوا اور کہا۔ اسے ایزد تو لیتا ہے۔ تو ایک ہی کو ہم کو یہ بات بہت بھائی اور کہا۔ اچھا دو لوں کو دو۔ وہ بہت خوش ہوا۔ اور اسی امید میں ہماری طرف ہوا۔ ہم نے اُسے لیا۔ آخر وہ دنیا سے پہلے گناہ گیا۔ جب اُس کا دم نکلا ہمیں مال ہوا اس کی نزع کی سختی ہم پر ہوئی وہ اس طرح مرا جیسے پھول کو اچھالیں اور کوئی اوپر اوپر اچک لے

نواں اتصال

نواں اتصال

ہم نے اُسے لیا۔ اور رستم بھی گنہگار نہ ہوا۔ آپ باپ بیٹے کا قاتل  
ہوا۔ یہ ہے فلسفہ

اے پروفیسر آزاد دیکھ یہ ہے دنیا۔ باپ نہیں ہے بیٹے کا  
بیٹا باپ کا ہو تو بچ نہیں۔ دیکھ پروفیسر آزاد۔ ریاضت کو ہم نے بڑی  
نعمت رکھا ہے۔ یہ ہم نے تجھ کو دی اور کتابوں میں دی۔ تو نے  
ہم سے مانگا۔ ہم نے علم دیا۔ ہم تجھ میں ہوئے تو ہم میں ہوا۔ تو ہم میں  
ایسا ہوا کہ سب کو چھوڑا اور ادھر ہوا۔ ہم میں علم ہم ہوئے تجھ میں۔  
تجھ میں صلاحیت اس امر کی، ہوتی کہ ہم ہوں تجھ میں۔  
کو نے کتابیں ایک سال تک لکھیں۔ اور ہم سمجھے ہوئے تھے کہ اس  
کتابتہ میں ریاضت ہوگی ہماری طرف ہو جانے کی۔ وہ ہوئی۔ تمام عالم  
نفوس اور عالم حقول کو حیرت ہوئی یہ کون شخص ہے کہ ابھی ادھر ہوتا  
ہے۔ ابھی ادھر کتابتہ عالم محسوسات میں ہے۔ یہ ایک ہی وقت  
میں دو طرف کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہمارے ہاں وقت میں طول نہیں یہ بجلی ہے  
آؤ ششپ سے سوال ہوا۔ انہوں نے کہا۔ یہ قدرت الہی

ہے۔ ابراہیم زرتشت عجیب کہ مجھے جو مرحمت ہوتا تھا وہ تو میں خود نہیں  
لکھتا تھا۔ میں سنتا تھا کتنا تھا۔ ایک اور شخص تھا وہ لکھتا تھا۔ ہم نے  
کہا ہم کہتے ہیں۔ وہ سنتا ہے اور لکھتا ہے۔ ہم نے اُسے ایسا ہی  
بنایا ہے۔ تم دیکھو گے وہ کیا کرے گا! وہ اس کتاب کو کتاب سے پہلے  
مشہور کرے گا۔ تمام اُمّت زرتشت میں مشہور ہو جائے گا کہ سچا پاک پھر

اُدھر سے اُدھر آیا۔ ہم جانتے تھے کہ اُنہوں نے اُٹھالیا۔ مگر وہ تو ہے اور اُور دیتے ہیں۔ ہم ہیں اور ہم آپ کرتے ہیں۔ اور ہم جب کرنے پر آتے ہیں تو یوں ہی کرتے ہیں۔ اس ہمارے بندہ پر ایک ایک ہزار آدمی جھکول دیا۔ تو بھی جو ہم نے کہا۔ یہ کرتا ہی رہا۔

## دسواں اتصال ہیاتیا

ہم ہیں اور ہیں تو ایسے ہیں کہ جب جو چاہیں آپ ہی کریں دیکھ اے ابراہیم زرتشت یہ بندہ ہمارا کیسا لکھ رہا ہے۔ ہم دیتے ہیں۔ یہ لیتا ہے۔ تو اسے بٹنا کتنا ہے؟ نہیں! تو اسے پرتوہ کتنا ہے؟ بار اٹھا؟ شاید ہو۔ یہ بھی نہیں!۔ یزدان پاک! پھر اسے کیا کہوں؟۔ اسے ہماری قدرۃ کا کلام کہو۔ ہم اسے کہتے ہیں یہی سنتا ہے۔ ہم جسے چاہیں وہی سنے۔ اور نہیں سنتا۔ مجھے بھی سنانا منظور ہے تو سنتا ہے۔ اے پروفیسر آؤ ہم نے جو تجھے درد دیا ہے یہ اس وقت قدرۃ نہیں سے ہوا ہے۔ جو اب ہر مجربہ کو ہتے دکھایا ہے۔ دیکھو ہمارے علم کا ملتی کس طرح ہماری طرف ہے۔ درد کی تکلیف کو برداشت کرتا ہے اور کچھ ہم کہتے ہیں لکھے جاتا ہے۔ وہ اس کے اندر جاتے ہیں اور درد کی تکلیف کو دیکھ کر ہم سے کہتے ہیں۔ اے یزدان پاک ہم سے کیا ہو سکے تو ہی کرے جو ہم سے اتنا ہی ہو سکا کہ تیری طرف دیکھا اور سکوت۔ تو اسے شفا دے۔ جب تو نے بیٹے کو کہا کہ شفا اُدھر ہے ہم خوش

ہوئے اور کہا اب ہم اُسے اٹھا لیتے ہیں۔ تھوڑی ہی دیر میں نیند آئی  
 وہ ہوا ہماری طرف۔ ہم نے دیکھا جتنے تھے۔ اُس کے سب ہماری  
 طرف آئے۔ ہم نے دیکھا کہ جو روٹوں نے ان میں اثر دیا ہے۔ ان  
 میں خود کچھ شوق نہیں۔ تب ہم نے کہا۔ تم جاؤ گے اور سب نے  
 کہا ہوئے۔ ہم نے کہا حکم ہے اُدھر کا۔ انہوں نے عرض کی ہم  
 تو اُدھر اُدھر ایک ہی ہیں۔ پر یہ تو اکیلا ہے۔ جو روٹوں کی ہتات  
 تو اسی لئے دی تھی۔ ہم نے کہا دیکھو!۔ سب سکوت! یہ غریبی اور  
 مسکینی ہمیں بھائی۔ وہ سب اسے ہی میں خوش ہو گئے۔ ہم نے کہا سچو  
 ہیں بہت خوب اٹھاتے ہیں یہ۔ اچھا درد اٹھا لو۔ وہی ہوا۔ جاگ اٹھا  
 تو کچھ بھی نہ تھلا۔ ہم حیران کہ یہ کتنا ہے اور ہم میں کتنا ہے۔ نیچے کیوں نہیں؟  
 معلوم ہوا کہ نہیں چاہتا دنیا کے لوگوں کو شفا کی خبر ہو۔ نفسِ ناطقہ نے  
 کیا رتبہ یہ کیوں؟ ہم نے کہا لندن تک دیکھو کیا حال ہو رہا ہے؟  
 یہ تو اس کی حالت ہے اور وہ تو وہاں سے چلے چکے کہتے ہیں۔ ہم ہیں  
 کہ آواز کو اچھالتے ہیں۔ ہاں جو اہر مجرہ سب منو۔ کوئی لندن  
 سے کہہ رہا تھا ہمیں وہ اسم بتاؤ کہ اُسے کہہ کر تم چاہو خدا سے مانگ لیتے ہو  
 ایک اور کتنا تھا۔ تم نے کتنی کتابیں لکھیں؟ ہمیں وہ بات نہیں بتاتے  
 کہ ہم کرس اور جو کتاب مانگیں وہی اُدھر سے پائیں۔ قدرت الہی  
 اپنے اختیار میں نہ رہے۔ ایک اور کتنا ہے۔ دیکھو میں اسی ہوں۔  
 مجھے اب تک جو کچھ تم نے کہا ہے وہ کیا ہے۔ پر تم نے یہ نہیں بتایا کہ

وہ بات کیا ہے جو تم اللہ سے کہتے ہو وہی تمہیں معلوم ہو جاتا ہے  
 اچھا تم یہ کوئی اور نسبت اور کیفیتوں کے نام اور دینوں کی باتیں کیونکر  
 مانگ لیتے ہو؟ وہ ہمیں بتا دو۔ دیکھو۔ ایک اور بولا۔ ہمارے سلطنت  
 کے جریر کے اور ریاستیں گری پڑتی ہیں۔ وہی اسم بڑھ کر ہم چھڑا  
 لینگے۔ یہ ملک ہے جسے تم کہتے ہو۔ میرا ملک ہے۔ سلطنت ہماری  
 ڈوبی جاتی ہے۔ دیکھو پھر اسمی بولا۔ تم بے شک مرنے کو ہے مرنے  
 کچھ بڑی بات نہیں ہے آدمی کو۔ اچھا تم صحت مانگو تو اللہ سے +

پروفیسر آزاؤسنے بھی سن لیا۔ اور کہا۔ اسے یوقوف میرا تو یہ  
 حال ہے۔ یہی تو وقت ہے۔ حالت دکھاتا ہے اور کہتا ہے۔ اسے  
 بے وقوفی! یہی تو مانگتا ہے۔ دیکھو جو اس پر چڑھ رہا وہ فوق کا مطلق  
 پڑھا اس نے اور کہا۔ پہلا مصرع کیا بر محل ہوا۔ یہاں اور درو کی  
 بیکاری۔ ہائے۔ ایشور! ایشور! ایشور!۔ فرنگ کو کہتا ہے۔ یہی کہ  
 رہا ہوں۔ تم بھی کرو اور کہتے جاؤ۔ دیکھو اس حالت میں بھی تم کو کہتا ہے۔

کیا رھوال اتصال سواتیا۔ ہم نے جو کچھ کہا پورا کرتے ہیں

نہ کریں تو کرتے ہیں اور کرتے ہیں اور کرتے ہیں  
 دیکھو جو اس پر چڑھ رہا ہے! کیسی بی بیسی اور بے کسی ہے۔ جو اس پر چڑھ رہا ہے  
 ہوا۔ دیکھو۔ وہ کیسا نیٹا ہے! ہمارے حکم میں ہے۔ یہ نہ ہو تا تو شہر لاہور  
 کو اکھاڑ چھینک دیتا۔ دیکھو ابراہیم درشت۔ ہم ہیں کہ اپنے فلسفہ



کو ملتوی کیا۔ ہم نے گشتا سپ کی سلطنت کو کیسا جلد خراب کر دیا۔ وہ  
اسفندیار سے نہ لڑتا تو کبھی ایسا نہ ہوتا۔ باپ کو بیٹے نے بچھا لیا۔ باپ  
شہر مندہ ہوا۔ رستم سے لڑا دیا۔ رستم نہ مارا و ہار گیا۔ ہم نے کہا۔ وہ  
ہو جاؤ۔ وہ ہو گیا۔ ہم نے کہا۔ جا تو شیراز۔ وہ وہیں جا کر بیٹھا۔ ہم نے  
کہا گشتا سپ کو۔ تو جا ماژندران کیو۔ وہ وہاں جا بیٹھا۔ اب ہم کہتے  
ہیں پروفیسر آزاد کو۔ تو بیٹھ لاہور میں۔ دیکھ وہ وہیں بیٹھا ہے +

### بارہواں اتصال یو اتیا۔

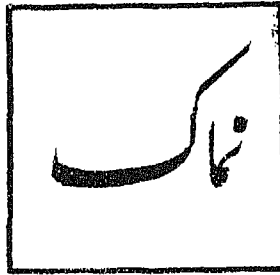
جب ہم اپنے فلسفہ کو پورا کرتے ہیں تو کرتی دیتے ہیں  
دیکھ اگر ہم زرتشت کتاب یہاں ختم ہوئی۔ جبکہ یہ پروفیسر آزاد کو  
ہم دینے کوئی اسے نہ بتا دیکھا کہ کتنے صفحے ہیں؟ اور اب کتنے رہے؟  
وہ ہو گا چارہی اس پر یہ کہینگے ۲۰۰ صفحے کی کتاب ہے۔ اور کم کریں گے۔  
اور کم کریں گے۔ دل اس کا شکستہ نہ ہو گا۔ اور یہی کہتا دیکھوں فارسی  
کو فلسفہ کیسا ملا تھا؟ اور وہ کیونکر اس میں درس و تدریس پاتے تھے۔  
ہم کہینگے یہ ہے! جو وہ اس میں ہو۔ بس اب ہم ہیں +

آج ۲۴ فروری ۱۳۵۵ء فریاد وانی روز تشریف دیا ہے  
ہم جانتے ہیں کہ اسے آج ۲۵۱۳ برس ہوئے +

اور آج ہے نکٹ ۲۰۱۸ء مینا چیت

مبارک

مبارک ۲۸ مردن ۱۳۵۵ء



# فہرست مطالب

صفحہ

.....	حضور
.....	عہد نامہ ارچاسپ
.....	نخست
.....	اتصال پہلا عقل
.....	اتصال دوسرا عقل انسانی
.....	اتصال تیسرا نفس
.....	اتصال چوتھا طبیعات
.....	اتصال پانچواں ارے اما

## حضورِ می

لکھ اے پر و فسر آزاد ہم نے خاک دیا تھا ابراہیم زرتشت  
کو اس کی زبان میں۔ وہی تھی اس وقت ایران کی زبان۔ اب ہم  
تجھے دیتے ہیں تیری زبان میں۔ تجھ سے لے ہند۔ ہند سے لے  
ایران و روم۔ دیکھ تمام مہاراجگان ہند کے تیری طرف کان لگائے  
ہوئے ہیں تو ہمارے طرف کہ ہم ہوں تیری طرف۔ تو ہو بھتیجی۔ دیکھ  
ہم کیونکر دیتے ہیں تجھے۔ ہم نے تجھے سپاک دیا۔ تو نے جس احتیاط  
سے لکھا۔ جب دیکھیں گے سب اُس کے پر توہ سے اپنی کتا بونکو  
پڑھنے اور سمجھنے کے قابل کریں گے۔ تو اُن سے زیادہ خوش ہو گا اور وہ  
تجھ سے۔ ہم اُن سے فلسفہ کی جستجو کو وہ روشنی دیں گے جسے دیکر  
ہماری طرف راہ لیتے۔ ہم انہیں نا اُمید نہ کریں گے۔ وہ جتنا ہماری  
طرف آئیں گے اتنا ہی پائیں گے +

سپاک ہم نے ابراہیم زرتشت کو دیا پہلے۔ وہی تجھ کو دیا۔  
پھر خاک اُسے دیا۔ وہی پھر تجھ کو دیا۔ اب ہم تجھ کو راہ دکھاتے ہیں  
اپنی طرف اور لکھواتے ہیں وہ جو نہ ہوا تھا اب تک عالم قدس سے  
عالمِ ناسوت پر وہ خاک میں تھا مگر نہ دیا تھا۔ اب ہم دیتے ہیں کراہنگے

والے مسکینی سے روتے ہیں۔ بیٹھے کو بھی جگہ نہیں۔ کھانے کو کھڑا نہیں۔ بھوک کی مار نہیں اٹھائی جاتی۔ ابرہیم زرتشت کا وقت بہت بُرا تھا مگر یہ حال نہ تھا۔ جو اللہ کا نام لے اُسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں۔ بھلا دیکھیں تو تمہارا اللہ کا زور کیا کر سکتا ہے؟۔ تم تمہیں جان سے تنگ کرتے ہیں۔ تمہارا اللہ کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ تمہارے عفاقت کی پاکدامنی ہم ذلیل کرتے ہیں۔ دیکھیں تو اللہ ہمیں کیا کہتا ہے۔ ہم حکومت کے زور سے سب کچھ کر سکتے ہیں۔ تم پاکدامنی کے زور سے بھلا روک تولو! ہم ہیں اپنے فلسفہ پر۔ دیکھنا جب کرینگے تو وہی کرینگے۔ اور اُس سے زیادہ! اور ٹھیک وقت پر کرینگے! اور اُس سے پہلے۔ دیکھنا! ہم بُرا حال کرینگے! اور بُرے سے بُرا حال کرینگے! ہم نہ چھوڑینگے! اور نہ بھولینگے۔ جو کچھ پار ہے ہیں اور حد سے زیادہ دکھ میں ہیں۔ انہیں کہہ دو اور دلاسا دو۔ کہ نگھبراٹیں۔ اور نہ ہوں نا امید ہم سے! ہم۔ ہیں۔ ہم۔ ہیں۔

ہم آئیں  
ہم نہ بھولینگے۔ تمہارا حق ایک ایک سے لینگے۔ بتا کر اور جتا کر۔ اور سمجھ کر۔ اور سمجھا کر۔ یہ ہے ہماری حکمت جو اب تک ہے۔ ہم فلسفہ اپنا نہ چھوڑینگے اور کہہ کر کرتے ہیں۔ بھلا داد کے کر نہیں!۔ یہ ہماری قدر ہے۔ روکتے ہو تو روکو!۔ کیا روکو گے تم! بڑے بڑے اولا العزم بادشاہ خدائی کے دعوے باندھ کر اٹھے۔ کہاں ہے فرعون؟۔ نہیں ہے۔ کیا ہے کوئی؟

جو کہے کہ ہے نہیں ہے ایک فرعون؛ شاد! مہرود! اور کس  
 کس کے نام میں تمہیں کیا معلوم ہے! یہ کیا ہیں! ان کی ہستی کیا ہے؟  
 وجود میں بے بود۔ دیکھو گے بھیک انہیں نے کہاں؟ نہیں۔ ملتی  
 نہیں۔ لاڈ ہی دے دو۔ اللہ یہ تمہارے غور۔ بس ہی؟ دیکھ  
 اسے پروفیسر آزاد۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ جبکہ تو دیکھینگا۔ اب ہم دکھاتے  
 ہیں تجھے اپنی قبر کہ آج سے ۲۴۰۲ برس پہلے ہم نے ٹھاک  
 دیا ابراہیم زرتشت کو۔ دیکھ کیا ٹھیک وقت پر ہم نے اس کو  
 اور جو اس سے متعلق تھے سب کو ملک در ملک اور گاؤں در  
 گاؤں نموداری دی ہے۔ ہم تجھے لکھواتے ہیں۔ اور جو کچھ ہے اسے  
 کھول کر سمجھاتے ہیں۔ جو پڑھو گے اسے سمجھو گے۔ اور جو سمجھو گے  
 اسے بر تو گے۔ تم ہو گے ہماری طرف۔ ہم ہونگے تمہاری طرف۔ ہم  
 دینگے تم لوگے۔ اور ہو گے خوش اسی میں جو کہ مرضی ہماری ہے۔ کہو گے  
 یہ ہے نعمت یہ ہے کرامت یہ ہے رحمت۔ جو ہوگی وہ ہم ہی میں ہوگی۔ ہم  
 دینگے تا شیر۔ وہ ہوگی ہماری طرف۔ ہم دینگے اسے تمہارے دلوں  
 پر اور دلوں سے اوردلوں پر۔ وہ متاثر ہو گئے۔ وہ مانینگے اور ایسا  
 مانینگے کہ تمہارے چھوڑنے کو جی نہ چاہیگا۔ ہم ان میں ہونگے۔ وہ  
 تمہیں لینگے اور ایسے ہونگے گویا کہ تم میں ہیں۔ وہ نہ ہونگے اوروں  
 کے۔ ہونگے تمہارے۔ تم انہیں صعو و پرتائیدو گے۔ وہ تم سمیت  
 ہونگے شوق ارتقاء میں۔ اور یہ کہ آپ ساتھ ہوں تو اوپر ملیں جب

یہ ہوگا۔ تو دنیا سب ایک ہوگی۔ اور ایک ارادہ سے یزدان پاک  
 کی طرف التجا کریں گے۔ جو ہونگے ہمارے وہ  
 ایشور کینگے منہ سے۔ اور دل ان کا کینگا یزدان پاک  
 ایسا کینگے منہ سے۔ اور دل کینگا یزدان پاک  
 اللہ کینگے منہ سے۔ اور دل کینگا یزدان پاک  
 فرنگو۔ کرائس کینگے منہ سے اور دل میں ہوگا یزدان پاک اور  
 کبھی دل بھی کینگا۔ یہ تاثیر جب ہوگی تو ہم ہونگے اپنے کام پر اور  
 خلق ہوگی ہماری طرف۔ ہم کینگے کیا چاہتے ہو؟ وہ کینگے ہم کو  
 دیکھ پر و سر آرا دیہ ہے تاثیر۔ اور تاثیر وہی ہے جو ہم دیں۔  
 ہم سے جو کچھ لو۔ جو اپنی عقل سے کرو گے خرابی ہے اور وہ ہے جبکہ  
 تم کو مانو۔ نہ مانو۔ نہ ہوا۔ ہم نے اب تک تم کو بڑی اقصیا ط سے  
 بچایا۔ تم اذیتوں سے بچے مگر اپنی ہدی سے نہ بچے۔ ہدی کے لئے  
 جو ہم نے تاثیر رکھی ہے وہ تو ہوگی۔ پھر تم اٹے پٹے رونے نہ رونا۔  
 دیکھو ہم نے تم کو ایک دفعہ نہیں۔ کئی دفعہ سمجھایا۔ اور تم سمجھے۔ اور سمجھ کر  
 ہمارے فرمودہ سے جو اپنے حسب طلب تھا اُتنا کیا۔ باقی کو عدا  
 بر غلٹ۔ تاثیر ہم دیتے ہیں۔ ہم نے اُٹا۔ جو حسب مطلب کیا تھا وہ  
 بھی اُٹا۔ مگر وقت ہمارے اختیار میں ہے۔ ظہور دیا ہم نے اُس وقت  
 کہ تم نہ سمجھے یہ کیا ہوا اور کیوں ہوا۔ اور کدھر سے ہوا۔ اچھا اب ہم  
 اور طرح تمہارے کئے کی سزا دیں گے۔ اور سمجھ لو کہ ضرور دیں گے۔ یہ نہ ہو کہ تم

کہو ہمیں خبر تہیں کی تجر ہمارا کام نہیں۔ ہم جو کچھ کرنا چاہتے ہیں وہی کرتے ہیں۔ اور ٹھیک وقت پر کرتے ہیں۔ دیکھنے والے بن بھینکے ہم دکھائیں گے۔ اس لئے دیکھیں گے۔ رکھا ہم نے اس بیان کو یہیں۔ ہو گا جو ہم کریں گے۔  
 کہو پر دفتر آزاد سے کہ ہم لکھواتے ہیں نفاک۔ پہلے ار جاسپ وزیر کا عہد نامہ لکھے۔

عہد نامہ ہے ار جاسپ ابن جاسپ کے طرف سے  
 حضرت اکیتہ میں کہ حرمت اور برکت ہیں واجب الوجود  
 اس کے۔ اور خود ہے واجب الوجود۔ اس واسطے سے  
 نہیں کہ ہوں ار جاسپ ابن جاسپ۔ ہوں وزیر شہنشاہ  
 گشتاسپ کا اور بیٹا ہوں وزیر کا۔ اور پوتا ہوں اس وزیر کا کہ بیٹا  
 تھا وزیر کا اسی طرح تو پشت تک میں ہوں اب تک اپنے منصب پر  
 اور ہر کام میں ہوں خود اختیار باوجود اس کے دیکھتا ہوں کہ جو حکم  
 میرا خدا سے بخت تک پوائے گلاب ہو کر چلتا تھا۔ اب پوائے گل  
 کی طرح مجھ میں۔ ہے۔ چہ۔ کہ یہ کیا ہوا؟۔ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔  
 میں عالموں سے۔ وہ کہتے ہیں۔ ہم کیا کریں۔ بادشاہ کا حکم پہنچتا ہے  
 کہ نہ ہونے پائے۔ ہم چپ ہو جاتے ہیں۔ غل نہیں برآمد ہوتا میں نے  
 غور کیا۔ بادشاہ کے دل میں میری طرف سے گمان ہے۔ وہ نہیں تہی



اسفندیار کی۔ اسے یزدان پاک جو مجھ میں ہے تو جانتا ہے  
 میں نے اب تک جنبش برگ کے برابر بھی شاہزادہ کی طرف میں  
 حرکت نہیں کی۔ وہ شیراز میں۔ میں بختیار آما میں مگر کیا کروں کہ ان کے  
 دل سے خلور نہیں نکلتا۔ اب مجھ سے فرمایا کہ تو شیراز جا اور اُسے  
 لے آ۔ میں نے انکار کیا۔ فرمایا تو اُس کی طرف داری میں ہے۔ میں  
 نے سر زمین پر رکھ دیا۔ (یہ اُس عہد میں بادشاہ شہنشاہ میں منتہا سئے  
 سو گند تھی کسی امیر کے لئے جس پر جرم کا الزام عائد ہو) فرمانہ نفاق  
 کا سراپہ بوجھ سے اُٹھ نہیں سکتا۔ ناجار میں آپ ہی اُٹھا۔ اور ہاتھ  
 جو اسے جھکا کر کھڑا ہوا جیسے ہند میں پوجا کر کے رخصت کے لئے  
 کھڑے ہوتے ہیں۔ اس پر بھی رحم نہ ہوا۔ ناگوار رخصت چاہی فرمایا  
 شیراز!۔ میں چپ۔ فرمایا گھر جاؤ۔ میں گھر میں آیا۔ یہاں فرمائش  
 صدور میں آئی کہ اب شیراز کو ہمیں سے دیکھو۔ میں چپ ہوں۔ کیا  
 کروں؟۔ اور کہوں تو کس سے کواؤں؟ دشمن میرا کوئی نہیں۔ مگر بحال  
 نہیں کہ بولے کوئی۔ اگر سیستانوں کو بلاؤں تو پھر وہی +

اسے یزدان پاک! میں تیری طرف نہ آیا۔ اسے ہمیں متداعے  
 آتش روشن میں آپ کی طرف سر تسلیم جھکاتا ہوں۔ مجھے کسی سے  
 غرض نہیں آپ کی طرف ہوں! آپ کی طرف ہوں! آپ ہی کی طرف  
 ہوں! اب مجھے دنیا سے کچھ سروکار نہ ہو۔ اور شہنشاہ کو بھی میری طرف  
 ملے بختیار ایک رونق انگیز شہر تھا طران کے پاس ۱۲

سے جواشتباہ میں دھوئے جائیں۔ اے ہیرمندائے آتش روشن  
 آپ گواہ ہوں۔ میں وعدہ کرتا ہوں۔ اور وعدہ کو عہد کا رتبہ دیتا  
 ہوں۔ اور عہد کو عہد الہی کر کے آپ کے سامنے فروزاں کرتا ہوں  
 میں اس پر ثابت قدم رہوں! ثابت قدم رہوں! ثابت قدم رہوں!  
 یہی ہے میری آرزو۔ یہی ہے میری آبرو۔ یہی ہے میری التجا۔  
 یہی ہے میری دعا +

ہیرمند سے آواز ہوئی۔ ہم ہیں تیری طرف تو ہمارے طرف  
 ہم ہونگے تیری ثابت قدمی کا زور۔ وزیر غوش ہوا۔ اور کہا میں ہوں  
 آپ کی طرف! ادھر سے آواز ہوئی۔ تو ہے ہماری طرف تو ہم  
 ہیں تیری طرف۔ ار جاسپ نے سر سے کلاہ اتاری اور دونوں  
 ہاتھوں پر لے کر .... چپ۔ حکم ہوا رکھ لو اسے سر پر۔ اس نے  
 ادب سے سر جھکایا اور کلاہ سر پر رکھ لی، ہم نے کہا۔ کلاہ ہم نے  
 رکھ دی تیرے سر پر اب اسے خطرہ نہیں۔ وہ رویا اور کہا اے  
 یزدان پاک مجھے ہر دم خطرہ ہے۔ آپ اسے لے لیں! اور مجھے  
 دیں ایک پرتی نگہتر ٹوپی۔ وہی سر پر پہنوں گا۔ اور ہیرمند فروزش  
 کر کے آگے ادب سے زانو زدن کر کے تپا سگری کیا کروں گا۔  
 یہ ہو گا میرے واسطے نروبان یزدان پاک کے ستودہ قربہ کا +  
 ہم نے کہا ہو جا تو ایسا ہی۔ ہم ہونگے تیرے رسوخ کے لئے  
 دل مستقل۔ وہ خورند ہوا خور می کا۔ اور ہمارے ایمان سے بیٹے کو کلاہ

دی۔ وہ اس کے گھر آنے میں رہی اور بڑیا ہوا بزرگ خاندان۔ اور چاہے  
نے ادب سے سر جھیکا یا۔ اور قیام خاندان کا سیاس ادا کیا۔ ہم نے  
منظور کیا۔ اس نے عرض کیا۔ اسے یزدان پاک یہ عہد نامہ اس  
فرخامہ کے اول میں ادب سے نادر چڑھاتا ہوں مقبول ہوں۔ ہم  
نے کہا۔ قبول!

یہ دن ہے چار شنبہ ۱۲ راہ کتابرا  
سال ۴۹۲ فرید وانی

## نخست

کیوں ابراہیم زرتشت یہ کیا ہو رہا ہے۔ ہم بولتے ہیں  
تو مانتا ہے۔ جو کہتے ہیں وہ لکھتا ہے۔ ہم نے کہا تھا کہ ہم دینے  
تھے فلسفہ کو پورا کرنے میں یہی ہے ہماری قدرت۔ ہم اپنی قدرت  
کی آپ قدرت کرتے ہیں اور ہم ہیں قدرت۔ قدرت ہماری ہی ہے کہ  
ہم جب چاہیں اور جو چاہیں وہی کریں اور وہی ہو۔ ہم آپ خود کوئی  
ہمیں عدم سے وجود میں نہیں لایا۔ خود آپ خود اس نے کہا خدا۔  
تو کہتا ہے یزدان پاک۔ تو کہتا ہے ایزد وہی ہم ہیں خدا۔ یہ ہے  
ہماری قدرت۔ ایسے ہم قدرت۔ ہاں کہ! قدرت! اور کہے جا! قدرت!  
قدرت! قدرت!۔ جہاں ہم ہو! وہم تصور خیال۔ دیکھ تو! کیا قدرت ہے؟  
قدرت ہے۔ قدرت ہے۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم بڑے زور!

میں ہیں اس وقت کہ لکھوار ہے ہیں !۔ اور کہتے ہیں۔ وہ کونج سے  
۲۴ برس پہلے لکھوار چکے ہیں۔ دیکھو کیسا حرف بحرف درست  
ہے۔ اور جو اس وقت عالم موجودات میں اجزائے مکونبات  
میں انہیں کیا ٹھیک وقت پر ظہور دیا ہے؟ پھر بھی تم میں نہیں  
مانتے؟۔ اچھا! نہ مانو! ہمارے بندوں کو اذیت کیوں دیتے ہو؟  
ہاں تم ایسے زور! بھلا! تم ایسے زور! دیکھنا! ہم کیسے زور  
سے تمہیں توڑتے ہیں! بھاگو گے ایسے کہ ہوش نہ ہونگے +

آج ہم نے ایک اور خرابی دیکھی ہے۔ دیکھو پروفیسر آرزو  
اس وقت کہ تو ہم سے ملتی ہوا۔ ہم متوجہ ہوئے۔ دیکھو ہم نے کتنے ہزار  
کتنے سو برس پہلے آگاہ کیا اور تم بجائے بندگی اور از دیاد طاعت  
کے تمرد اور سرکشی میں ڈکیاں کھاتے چلے جاتے ہو۔ خراب ہوئے  
اور خراب ہو گے۔ دیکھو! ہم نے تمہیں دکھایا اور تم نے دیکھا اور پھر  
نہیں مانتے! یہی حال ہے تو اب ہم وقت کو کھینچتے ہیں اور تمہیں  
معلوم ہو جائیگا کہ تم نے کیا چالاغیا؟ اور کیا کیا؟۔ اور کیا ہوا؟ فلسفہ  
ہمارا اپنے وقت پر کبھی نہ چوکیگا۔ ہم دو ہزار چار سو۔ بیالیسی برس پہلے  
لکھ کر رکھ دیتے ہیں۔ اور تمہیں جہاد دیتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ دیتے ہیں کہ نہ  
مانو گے۔ دیکھیں پھر بھی تمہیں ایمان آتا ہے یا نہیں کہ ہم ہیں!  
اے اُمّیہ زرتشت تم در دہس وقت سے کہ تم دو عصیان  
کو ظہور ہو گا۔ اور ہم اپنے غضب کی ضرب توپوں کی آواز سے بہت

زیادہ اور دم شمشیر سے سواتیر چلا نینگہ +

اب ہم وہ مضمون نہیں دیتے ہیں جو ہمارے فلسفہ سے متعلق ہے وہ فقط بیان نہیں۔ علی الفاظ اور ان کی توضیح ہے دیکھو!

**عقل کل** - عقل کیا شے ہے؟۔ پہلا جواب یہی ہے کہ عقل عقل کل ہے۔ ہم نے پاک میں دس عقلیں بیان کی ہیں۔ وہ ہیں کہ ہم کہتے ہیں۔ ان میں عقل اول کو عقل کل نہ کہو۔ یہ اپنے عاشور پر حاوی ہے۔ درست عقل کل حقیقتہ میں کس عقل عشرہ کو جامع ہو کر جو ایک قوت ہو۔ وہ عقل کل ہے۔ اس کے لئے عربی میں لفظ نہیں۔ ہم ایران کو متبادلا دیتے ہیں۔ یہ ہے عقل کل۔ یہ ہے آ عقلوں کی جامع ہو کر ایک۔ سب سے اوپر بجائے خود ایک ہیں ایک جہتہ یزدان پاک کی جانو۔ اس میں یزدان پاک ہم کہ خلق عالم اور اس کے نظام پر اس جہتہ میں متوجہ ہیں۔ ہم اس میں ہیں۔ او یہ ہم میں بہم کرتے ہیں اور جو کرتے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہو ہو ہو ہو ہو۔ بس یہی دیاں جاری ہے +

حدوش اور امکان کے وجود اور عدم ہزاروں لاکھوں اور کروڑوں ہوئے اور شے۔ ہوئے اور شے۔ ہوئے اور شے۔ ہوئے جاتے ہیں۔ فلسفہ ہمارا ہوئے جاتا ہے۔ ہم! سب پر نگاہ اپنے کبریا و جبروت میں یہ ہے ہماری عظمت۔ یہ ہے ہماری قدرتی یہ ہے

ہماری شان۔ دیکھ ابراہیم زرتشت وہ پروفسر آزاد بیٹھا لکھ رہا ہے۔  
ہم دیکھ رہے ہیں۔ ہماری قدرۃ اپنے فلسفہ کے وقت کو دیکھ رہی  
ہے جب وہ آئینکا ہو جائیگا۔ اور ہم چاہیں تو وقت سے پہلے بھی اٹھا  
کر دے سکیں۔ اور کہیں یہ فلسفہ ہمارا۔ سب حیران۔ اور کہیں آئی  
قیامت۔ بس یہی +

عقل۔ یہ عقل عقل جزئی ہے۔ یہ ہم ہر شخص کو دیتے ہیں۔ وہ اس  
سے اپنے کاروبار کو سوجتا ہے اور سمجھتا ہے۔ اور بچلے اور برے  
کو اور اُس کے انجام کو۔ اور غلطی اور صحت اور اُس کی صوابدہ کو جانتا ہے  
یہ عقل ہم یونان کو دینگے۔ وہ اس کو چار درجے اور پانچ کرینگے۔ ہم  
کہینگے یہ تو بارہ درجے ہیں۔ وہ نہ مانینگے۔ اور اُسی میں خوشی خوشی جو  
چاہینگے پڑھتے پھرینگے۔ ہم کہینگے نہ کرو ایسا اور دیکھو افلاطون اُسی  
کو۔ وہ لیتا ہے ہم سے۔ وہ نہیں لیتا ہے کسی سے۔ اُس نے ہم سے  
پڑھا ہے۔ اور ہم نے اُسے دیا ہے۔ وہ عقل کرتا ہے ہم سے  
لے کر۔ اسی واسطے جو کچھ کہتا ہے اُس میں غلطی کا شبہ نہیں۔ دیکھ  
اے پروفسر آزاد ہم بھی۔ ہم تجھ وہی دیتے ہیں جس میں غلطی کا  
شبہ نہیں تو دیکھ عقل کے چار درجے اُنہوں نے کیونکر کئے +

اول عقل مہولانی۔ یہ عالم طفولیت سے انسان کے ساتھ ہوتی  
ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ یہاں تک کہ دوسرے درجے  
میں پہنچ جاتا ہے۔ اور ایک اور ظہور ہوتا ہے۔ اب یہ کہیں گئے گی یا انڈر

یہ دوسرا کہاں سے پیدا ہو گیا؟ ہم کہیں گے ہماری قدرۃ! عقل  
ہیولانی رہتی ہے اور اُس کی انسانیت میں ایک اور ظہور ہوتا ہے۔

ہی **عقل بالملکہ**  
**عقل بالملکہ** کو ہم نے ایک اور قوۃ دی ہے۔ یہ ظہور معلوم  
تصوری و تصدیقی سے مجملات کا علم حاصل کرتا ہے۔ اگر ہم میں  
ہے تو درست۔ نہیں تو نادرست +

**عقل بالفعل**۔ یہ سیرا ظہور عقل انسانی کا ہے۔ قضایائے  
اولیٰہ اور حدیث سے قضایاے نظری کا علم ہم پہنچاتا ہے۔ اور ہمیں  
دیکھتا کہ کیا ہے۔ جب تک ہم نہ دکھائیں۔ مثلاً میں نے اشرافیہ  
سے جدا ہو کر یہی خرابی پائی +

**عقل مستفاد**۔ یہ چوتھا ظہور عقل انسانی کا ہے۔ نہیں ہوتا  
ہے۔ جب تک نہ ہو ہماری طرف۔ ہم اُسی کو دیتے ہیں جس کو دیکھتے  
ہیں کہ ہے جو ہر قابل اس کا ہماری برکت میں۔ اور اس نے خوش ہو کر  
اپنے کام کو ہمارا فرض جاننا۔ یہ فیضان خاص ہمارا ہے جس کو ہو ہو۔

اب ہم اس عقل جزئی کو ۱۲ شاخوں میں بارور کر کے  
دکھاتے ہیں۔ عرب میں ان کے لئے نام نہیں ہم  
وہی نام لکھ دیتے ہیں جو ہم نے دئے۔ تیری اور تیرے  
اہل عقیدہ کی زبان میں۔ اسے زند اور بعضے پاؤند  
اور بعضے پہلوی کہینگے اور حقیقت میں یہ وہی سنسکرت

ہے۔ اب ہم دیتے ہیں ۲ عقلوں کا بیان ۲ انا میں

اور وہ یہ ہیں +

وہ راہ پنا۔ یہ وہ عقل ہے جس سے ہم آپ کو خوب و زشت - یا  
آرام و آذیت یا سود و زیاں میں دیکھ کر راہ سلامت نکالتے  
ہیں۔ اور یہ بڑی مشکل ہے کہ بندہ کو ان سے تعلق ہو۔ پہلے  
ہم میں ہو۔ پھر ان میں ہو۔ بس یہی +

پھر ماننا۔ یہ عقل بہت زور میں ہو اگر ہو بندہ ہماری طرف۔ اس سے  
جب کوئی بڑی مشکل پیش آتی ہے تو تدبیر کی راہ نکل آتی  
ہے۔ بس +

سرکار۔ یہ عقل زورمند ہے مگر دیکھتی رہتی ہے ہماری طرف۔ جو  
ہم کہیں اُس تدبیر کو جو تیرے میں لائے نہیں تو یہ چپ رہے  
سنتہ و راہ پنا۔ یہ عقل انسان کے دنیاوی کاموں میں بہت کار آمد ہے  
اور ہر شخص اس سے سود و زیاں کی مسئلہ پوچھتا ہے۔ یہ  
اُس سے حال پوچھتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ نفع ہے  
یہ نقصان ہے۔ دیکھ لو۔ یہ کم ہے۔ یہ زیادہ ہے۔ رو نہ کرو۔

شیر مارا۔ یہ عقل ہم نے ہر کسی کو نہیں دی۔ اگر دیتے تو سب آپس  
میں لوٹ کھسوٹ کر آپس سے باہر ہو جاتے۔ ہم میں  
اُس کے دینے میں غور کرنے والے کہ اس کے انجام  
میں کیا ہوگا +



گرا۔ یہ بھی ہم نے اپنی ہی طرف رکھی۔ نفع کے مابج اس سے روشن ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی ہوتا ہے کہ ایک کام کو کرتے کرتے کچھ ایسا سمجھ میں آ جاتا ہے کہ انسان اس کام کو چھوڑ دیتا ہے۔ یا اس میں وہ بات نکالتا ہے کہ جو ہرج ہو رہے تھے وہ رفع نہیں ہوتے مگر ٹپتے جاتے ہیں +

یہ جاؤ۔ یہ عقل ہم نے خاص اپنے واسطے رکھی ہے۔ اس سے ہم اور کام نہیں لیتے جو کام ہمارے ہیں وہ اسی عقل سے ہوتے ہیں۔ یہ ہر کام کو دنیا سے دین کی طرف لے جاتی ہے اور دین کے رستے سے دنیا کا کام کرتی ہے۔ ہم جب عقل انسانی کو کہتے ہیں کہ یہ ہے۔ اور یہ ہے تو وہ ایک کو دوسرے سے امتیاز کرتی ہے۔ یہ ہے عقل پیچیدہ یہ حیوانوں میں بھی ہے۔ اور زیادہ ہے انسان سے۔ وہ جو اس خمسہ سے امتیاز کرتا ہے۔ اور جو اس باطن سے۔ حیوان ہم سے لیتا ہے +

یہ عقل ہم میں ہو کر ہم میں آتی ہے۔ ہم عقل۔ ہم ہم میں ہو کر ہوا تو یہ ہوا۔ یہ ہر شخص میں نہیں ہوتی۔ جو یہاں سے جو صحر لے آدھر ولادہ پاتا ہے وہی لے تو ہم سے لے ہزاروں برس میں کوئی ہو تو ہو +

پیسداؤا۔ ہم علم کو کتاب میں دیتے ہیں اور کتاب سے عقلم کو دیتے ہیں۔ وہ اپنی عقل جزئی سے لیتے ہیں۔ ہم میں ہو کر لیں تو یہ عقل ہو۔ بڑی مشکل سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ کیونکر ہم میں ہو؟ اور پھر کتاب میں ہوا یہ ہماری رحمت سے ہوتا ہے اور جب ہو جاتا ہے تو اسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بندہ کے اور اک کا کام نہیں۔ پھر توتوں کے بعد کھانا ہے کہ اس وقت رحمت الہیہ میں تھا اور اب اُدھر نہیں۔ ادھر ہوں۔ اسے ابراہیم زلفشت بندہ کے صندوق کے لئے مدارج ہیں بندگی میں +

ہا تھا۔ یہ عقل ہے کہ ہم دیتے ہیں جب دیتے ہیں۔ اور اگر نہ دیں تو جیسے اُدھر ہیں ویسا ہی وہ۔ یہ عقل وہ ہے جس سے بندہ راہ نکالتا ہے ہماری طرف اور ہم لیتے ہیں اسے۔ ان رستوں کے لئے قاعدہ نہیں۔ ہر شخص کے لئے نیا راستہ ہوتا ہے۔ ہر شخص کی ذاتیت اور اس کے شوق پر ہے۔ یہ عقل برے زوروں سے رکھتی ہے۔ نہ روکیں تو خدا جانے کیا ہوا یہ ہر شخص میں ہوتی ہے۔ گروہ نہیں جانتا کہ مجھ میں کیا ہے؟ ہم اسے ہوس کہیں اگر تیرے ساتھ نہ ہو۔ اور جس سمجھیں اگر دو راندیشی اس میں نہ ہو۔ مگر ہوتی ہے۔ اور وہ ہم دیتے ہیں۔ اس لئے گزارہ ہو جاتا ہے

سینھا کا۔

اگر ہم اپنی قدرت اٹھالیں تو خدا جانے یہ کیا ہو جائیں! ہم  
 انہیں بندہ رکھتے ہیں۔ ورنہ یہ ہو جائیں شیطان مرید!  
**عقل جننی** انسان میں ہے۔ اور بارہ فرعیں بھی ہیں۔ یہی اوپر  
 ہیں۔ اور پھر ایک۔ جس طرح ایک انسان میں ہیں۔ اور ان سے اوپر انہی  
 سے ایک عقل بسیط ہو کر اپنے اپنے پر وکل کی طرف متوجہ ہے۔  
 اس عقل کو عقلوانہ کہا۔ عقلوانہ ہر ایک کا اس کے سر پر ہے۔ وہ  
 اسے عقل دیتا ہے اور ہر طرح کی عقل اس میں ہے۔ یہ ہے حکم  
 میں ہمارے۔ اور نہیں دیتی یہ ایسی تدبیر جو ہماری مشیت کے خلاف  
 ہو۔ یہ ہے ہماری حکمت۔ یہی ہو جاتا ہے ہمارا فلسفہ۔ دیکھ اے  
 ابراہیم زرتشت ہم نے فلسفہ کا نام لے کر سب کو گھبرا دیا۔ یہ حیرت  
 میں ہیں کہ دیکھنے کہاں سزا ملے؟ اور ملے تو کیا ملے؟ ہم کہتے ہیں سزا  
 یہیں ہے۔ وہاں کی سزا بھی یہیں اگر ہوتی ہے اور بھیاں وقت  
 پر ہوتی ہے +

## دوسرا اتصال عقل انسانی

ہم نے اب تک عقل انسانی کا بیان کیا۔ اب ہم ان عقلوں کا  
 بیان کرتے ہیں جو اوپر میں اور ان کا پرتوہ اس عالم میں اثر ہے  
 رہا ہے۔ ان میں سب سے پہلے عقل ملع ہے اور وہ ہم میں ایک جہت  
 سے ناک میں آئے عقل ہا فرمایا ہے +

ہماری۔ کل عالموں پر۔ ادراک اور نقل اور ایجاد ہو کر ایسے  
چھائے ہیں کہ ہیں واجب الوجود ان کے۔ یہ ہے عقل کلی +  
اُس کے نیچے ایک اور پرتو ہے۔ وہ انہوں نے ایجاد  
عالم اور خلق عالم میں رکھا ہے۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں۔ ہم ہیں اُس میں  
یہ ہے عقل کلی

**عقل اول عقلمیو**۔ اس کے نیچے ایک پرتو اور ہے۔  
وہ عقل کلی کے تحت میں ہو کر وہی عمل درآمد کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا  
کہ کیوں کرتا ہے مگر تعمیل حکم اور تعمیل اثر۔ یہی ہے عقل اول +  
**عقل دوم عقلمیو** اس کے نیچے ایک پرتو اور ہے۔  
وہ بڑی خوشی سے اٹھا اور کہا۔ مجھے حکم ہو کہ کروں۔ ہم نے کہا سوچو  
تم کرو گے۔ توڑنے والے ہونگے۔ کیا ہو سکیگا۔ ہم تھے اُس میں  
سمجھ میں آگیا۔ التجا کی۔ اسے یزدان پاک وہ کروں کہ آپ میں  
ہو کر ہو۔ ہم نے کہا۔ یوں ہو گا تو ہو گا۔ سب سکوت۔ ہم ہم ہم۔ یہ  
ہے عقل دوم +

**عقل سوم عقلمیو**۔ اس کے بعد ایک پرتو اور ہے۔ وہ بڑی  
زور سے اٹھا اور کہا۔ مجھے حکم ہو کہ جو کچھ ہو کروں۔ ہم نے کہا۔ نہ کرو گے  
اسباب کہاں؟ سامان کہاں؟ سوچو!۔ وہ سکوت۔ ہم نے کہا۔  
بس بھی ہم کریں تم کرو۔ ہم ہم ہم۔ تم رہو ہمارے منتظر۔ جب کرو گے!  
لے تاک میں اسے ملے مانا فرمایا +

آپ کرو گے ہوتو ہو تو سب سکوت ہم ہم ہم ہم رہ چیت  
ہم ہم ہم۔ دیکھ اسے ابراہیم زرقشت ہم اتنے زور سے دبانے  
میں جب یہ ہیں اپنی اس حالت پر جو ہم نے دی ہے۔ اگر ہم  
عقل میں اپنی قریۃ تودیکھے تو کہ کیا؟ یہ ہے عقل سوم +  
عقل چار عقلیسا۔ اس کے نیچے ایک پرتوہ اور۔  
وہ بڑی خوشی تھے اٹھا اور کہا میں خوب ہونگا اور خوب کرونگا۔  
ہم نے کہا خوبی ہم تم جب تک ہم میں ہو خوبی! ہم سے الگ ہو۔  
دس نفس سکوت رہا۔ انودہ چپ۔ سب۔ سکوت ہم ہم ہم ہم رہ  
ہیں مگر سکوت ہم نے کہا کیوں؟ اس نے کہا خوبی ہم نے کہا  
خوبی نہیں خوبی جب ہو کہ ہم میں ہو! سب! خوش ہو کر لو لے  
خوبی وہی کہ ہو یزدان پاک میں۔ ہم نے کہا یوں ہو تو ہو نہو بھی  
نو اس نے کہا ہوں! ہم میں ہو کر ہم نے کہا۔ ہم بھی ہم بھی ہم بھی  
سب! خوش ہو گئے یہ ہوئی عقل چارم +  
عقل پنجم عقلیسا۔ اس کے نیچے ایک اور پرتوہ ہے۔ وہ  
بھی اٹھا اور بہت خوش اٹھا۔ اس نے کہا وہ کرونگا وہ کرونگا جو مجھ  
ہی سے ہو سکیگا۔ ہم نے کہا یہ ہو تو بڑی بات ہے۔ مگر وہ تو نہیں  
اس نے کہا یہی ہو۔ ہم نے کہا ہم ہوں تو ہو۔ اس نے کہا میں  
رہوں آپ۔ ہم نے کہا یہ نہ ہو گا اور ہو گا تو کام خراب ہوا ہم کچھ اونتم  
کچھ اور۔ اس نے کہا یہ نہ ہو۔ ہم نے کہا تم۔ اس نے کہا میں۔ آپ

ہم نے کہا ہاں یہ ہو تو ہو۔ سب دس نفس سکوت سکوت ہم نے  
 کہا ہم میں ہو۔ سب نے کہا یوں ہی ہو تو ہو۔ ہم نے کہا ہو جا سب  
 نے کہا ہو جا وہ سب میں ہو کر بولی میں۔ آپ ہم نے کہا ہم میں  
 ہو کر ہوگی تو ہوگی۔ نہو۔ نہو۔ وہ بولی ایسا ہو کہ میں ہی کروں۔ ہم  
 نے کہا یہ ہو کر ہم ہیں ہو کر ہو۔ اس نے کہا یہ تو ہو ہم نے کہا خوب  
 سوچو تم ہونو نہ میں۔ وہ بولی آپ اس زور کو دہائیں۔ ہم نے کہا  
 ہم نے کیا ہے۔ اس نے کہا یہ ہے تو میں ہوں ایک آواز آپ  
 ہیں۔ ہم نے کہا یہ ہے تو ہو پر دیکھنا ہماری مرضی سے سر مو فریق  
 نہ ہو۔ سب نے کہا آپ ہوں تو کیوں ہو؟۔ اس نے کہا  
 تسلیم! سب خوش ہوئے۔ اہر مین حاضر اس نے کہا میں بھی  
 تو ہوں! ہم نے کہا تو ہو ہم ہیں! سب ہیں! دیکھیں تو کیا ہو؟  
 اہر مین چپ! ہم نے کہا اچھا بیٹھو! ابھی تو دن بھی نہ ہوا سب  
 سکوت کر بیٹھے اب کیا ہو؟ وہ فرو ہو گیا سب سکوت ہم نے  
 کہا بس یوں ہو! اور نہ تو نہو آتی دن یہی گفتگو رہی آخر بولنے  
 والے سوچنے والے ہوئے۔ دن دن کی گفتگو کے بعد... یہی  
 قرار پایا کہ آپ ہوں ہم ہیں ہم نے کہا بس تو پھر تم کیوں؟ ہم یوں کہ  
 ہو تم ایسے ہی۔ مگر ہم میں ہو کر ہو۔ اس نے کہا تسلیم کرنی ہوں۔  
 ہم نے کہا ہو۔ بس یہی ہو! +  
 عقل ششم عقل آ۔ اس کے نیچے ایک اور پر تو ہ تھا۔

بولامیں ہوں اور ایسا ہوں کہ توڑو ٹھکا!۔ میں جس کو چاہو ٹھکا توڑو ٹھکا!  
 ہم نے کہا ہم میں ہو کر! وہ بولایوں ہی! ہم نے کہا اس طرح ہوگا  
 تو ہوگا سب نے کہا یہی درست۔ اُس نے کہا بڑے بڑے بد!  
 ہم نے کہا وہ ہم سے ٹوٹیں تم سے نہیں۔ اُس نے اپنی حالت کو کھائی  
 اور کہا میں توڑو ٹھکا تو ضرور! ہم نے کہا ہم میں ہو کر ہوگا تو ہوگا۔  
 تم کیا ہو؟ سب سکوت۔ وہ پھر اٹھا اور کہا میں توڑو تو دو ٹھکا ایک  
 دفعہ ہم نے کہا دیکھو بھرو ہی۔ پھر کہتے ہیں کہ ہم میں ہو کر وہ فرد  
 فرد فرد میں یہ ہوئی عقل ششم

عقل ششم عقلیہ۔ اس کے پر تو وہ ہوا کہ سب کو حیرت  
 ہوئی۔ وہ اپنے حسن و جمال میں خوش۔ اُسے دیکھ کر سب خوش  
 ہوئے۔ ہم بھی خوش ہوئے۔ ہم نے کہا ہم میں ہو! کہ قیام ہو  
 اور قیام کو دوام ہو۔ وہ خوش ہوا اور کہا الکی لچھ میں ہو کر! ہم نے  
 کہا ہم ہو سکتے لچھ میں تو ہو ہم میں وہ سکھو۔ اور تم میں۔ ہم نے دیکھا  
 وہ بہت خوب تب ہم نے کہا اچھا۔ ہوئے تم ہم میں! ہوا۔ وہ  
 ہم میں ہوا۔ عالم محسوسات میں ہو تو پانی نیچے۔ وہ بہا۔ یہ بہا۔  
 اُسے بہہ بہہ گیا۔ اُہو ہو بہہ گیا؟ میں یہ بہہ گیا؟ او ہو وہ؟ غرض  
 یہی حال۔ ہم نے کہا دیکھا محسوسات میں؟ یہ حال ہے یہاں!  
 سب! آفس سکوت اور بولے اُسے یزدان پاک حسن  
 و جمال ہمارا آپ کی طرف۔ یہاں نیچے سے نکلے جاتے ہیں۔ کوئی

ہے کہ بہائے لئے جاتا ہے ؟ ہم نے کہا محدوٹ ! سب  
 ڈرے۔ ہم نے کہا کیوں ڈرتے ہو ؟ حکم ہو اکند ! ہم ہیں سنبھالنے  
 والے ! جب ہم نے یہ کہا وہ سب سنبھلے۔ اور ہڈے ہماری طرف  
 ہم نے کہا بس یہی ہوگا +

**عقل مشتم** عقلینیا۔ جیکہ عقل ہفتہم نے حسن و جمال  
 دکھایا تو ہم خوش ہوئے ہفتہم کو کہا۔ تم سکوت ؟ اُس نے کہا حکم  
 ہم نے کہا تم ہو حکم میں تم ہو ؟ وہ خوش ہوئی اور پاس کیا۔ ہنسنے  
 اُسے مقبول کیا۔ اس کی حالت اور ہمارے حسن قبول پر سب  
 خوش ہوئے اور کہا اُسے میرا دان پاک تو جسے مقبول کرے  
 خوشحال اُس کا۔ تو ہمیں لے حکم میں اور عطا کر حسن قبول۔ ہم  
 نے جب ہر طرف سے یہ آوازیں سنیں تو پندرہویں اور کیا حکم  
 میں ہو حکم میں ہو حکم میں ہو سب نے ترقی کی اور ادب سے جھکے  
 ہمیں یہ بھی پسند حکم ہوا عقل مشتم سے سیکھو حکم میں ہونا سب جھکے  
 تسبیح عقل مشتم عقلینیا

عقل مشتم عقلینیا عقل مشتم پر سب کی نگاہ ہوئی۔ اُسکے  
 نیچے ایک پر توہ آٹھا اور بڑے عقل سے عرض کی حاضر ہوں ! ہم  
 نے کہا لیا ہم نے تجھ کو۔ ہو تو ہم میں۔ وہی ! کہ حاضر ہوں ! ہم نے  
 کہا حضور ہی کام نہ کر سکیں ہم میں ہو ! وہی پھر کہ حاضر ہوں ! ہم نے  
 کہا مدثر کیونکر ہو سکے ؟ جواب ہوا کہ حکم ! ہم نے کہا ہم میں ہو کہ



حکم میں ہوا اور حکم تیرا جو ہو وہ چلے۔ وہ خوش ہوا۔ خوش ہوئے سب۔  
**عقل و ہم عقلمی**۔ اس کے نیچے ایک اور پرتو اٹھا مگر  
 بڑی بہتات کے ساتھ۔ ہم خیرۃ کہ یہ کیوں؟ اُس میں ہزار درہزار  
 اور لاکھ در لاکھ۔ اور کروڑ در کروڑ۔ آباء اور اُمتات اور موالید اور علل و  
 معلول۔ اور سبب و مسبب شور و شر کر رہے تھے۔ ہم نے کہا یہ کیوں؟  
 جواب ہوا ہم اور ہم! ہم! بے شمار!!! اور مہرِ سرِ سچ۔ ہم نے  
 کہا یہ کیا؟۔ کہا عالمِ حدوث۔ ہیں؟ ایسے؟ یوں؟ یہ کیوں؟  
 پھر وہی! کہ حدوث! ہم سے کیوں نہیں ہوتے؟ جواب ہوا  
 کہ علم نہیں ہم نے کہا ہمیں جانتے نہیں؟ جانتے تو ہیں! پھر یہ کیا  
 بولے کہ یقین نہیں۔ ہم نے کہا یقین؟ بس؟۔ آواز ہوئی۔ دین  
 ویانتہ نہیں۔ ہم نے کہا تینوں باتیں ایک دوسرے میں دست و  
 گریبان ہیں۔ ایک گئی دو باقی کی خود بخود جاتی رہتی ہیں۔ پھر ہم نے  
 کہا؟ جو جادو ہم میں۔ ہو گئے حدوث سے قدم میں۔ سب چپ  
 چاپ ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم نے کہا ہو جاؤ ہماری طرف۔ ہو جاؤ گے  
 ایسے کہ کوئی نہ پوچھ سکے کہ کہاں تھے؟ اور کیوں تھے؟ سب نے سنا  
 اور کہا یا اللہ ہوں قدم میں! ہم نے دوسرے دیکھا اور کہا۔ یہ اتنے  
 ہیں اور کوئی بھی ان میں سے ہمیں نہیں مانتا؟۔ وہ سب شرمندہ  
 ہم نے کہا ان سب کو کہہ دو۔ سب کو حکم پہنچ گیا۔ ہم نے کہا اب کیا؟  
 سب برسے بس اب وہی! ہم نے کہا۔ یہ نہیں۔ آواز میں ہوئیں۔

اتنی بات کیونکر؟ ہم نے کہا سب کا روبرو بتا کے کرو۔ اور ہم میں  
 ہو کر کرو۔ یہ ہے! سب نے کہا یہ تو بڑی بات نہیں۔ ہم نے کہا یہی  
 تو ہے! تم ہم میں ہو تو معلوم ہو۔ دیکھو وہ پروفیسر آزاد ایک بندہ  
 ہمارا ہے۔ وہ کیسے شوق سے ہماری طرف ہو گیا ہے مگر دنیا کے  
 کاروبار میں ایسا تباہ ہوا ہے کہ ہم جانتے ہیں!۔ اور یہ کہنا ہمارا  
 بڑی بات ہے! ہم سمجھ گئیے ایک ایک سے۔ اور سمجھا دینگے کہ بدی  
 کر کے یہ ہوتا ہے۔ اس عقل کا نام فنا ہے۔ بڑے غصہ سے اٹھی  
 اور کہا اچھا ہم بھی تو دیکھیں گے۔ کیا ہمیشہ جیتے رہو گے؟ کیا ابوالس  
 کے ہماری طرف نہ آؤ گے؟ سب چپ! ہم نے کہا کچھ نہیں کہتے؟  
 آواز ہوئی۔ پروا نہیں کرتے! ہم نے کہا یہ کیا؟ کچھ نہیں۔ میں یہ کیوں؟  
 جواب نہ ہوا۔ ہم نے کہا ان کو سزا ہم دینگے۔ اس پر تو وہ پر  
 ہم نے اپنا پر توہ دیا اور کہا تم آپ کریں گے اور ایسا کریں گے کہ ان کا  
 کچھ بھی نہ رہیگا۔ کل عالم در عالم اور عالم در عالم سے آواز  
 ہوئی میزدان پاک سزا نہ ہوئی! ہم نے کہا اور طرح دیں گے۔ اور  
 اور طرح دینگے اور پھر اور طرح دینگے۔ تو دیکھ رہا ہے اے ابراہیم  
 زرتشت کس محنت اور محبت سے پروفیسر آزاد ہماری طرف  
 حاضر ہوتا ہے۔ اور ہماری چار ہزار ہس کی میزبانی ایک سو بائیس کھائیں  
 ان میں سے ایک بھی نہیں پہنچے دی۔ وہ ہمارے توکل پر حکم کی تعمیل  
 کر رہا ہے۔ اُس کا آسرا بھروسا جو کچھ ہے ہم ہیں۔ وہ سب اور

عالم کا ظلم اس پر۔ ہم اس ظلم کو ہٹانے لگے! اور اس زور سے ہٹانے لگے کہ سب حیرت کر گئے!

اے ہمارے اکسے! پر ہمارا کام کرنے والو! اے ہمارے بھروسے پر ہمارے حکم کی تعمیل کرنے والو! تم گھبراؤ! اور بہت گھبراؤ! تم ہمیں پکارو! اور بہت پکارو! ہم وہ کریں گے جو آج تک نہ ہوا ہوگا! یہ ہم بولے ہیں عقل دہم میں!۔ ہم تیس! اور تیس! اور تیس! اور تیس! اور پھر کہتے ہیں کہ ہم اپنے فلسفہ کو پورا کرینگے! اور کریں گے! اور کریں گے! اور نہ چھوڑیں گے اس میں سے ایک نقطہ گس برابر بدی جو تم نے کی ہمارے کسی بندہ کے ساتھ!۔ وہ تجھے ہو یا بوڑھا مرد ہو یا عورت!۔ ہم نے بار بار کہا اور بتا کر کہا نہ ہو سکیگا۔ کہ کہو ہم نے نہیں سنا! انا ہے! ہم خوب جانتے ہیں کہ سنا ہے! تم تم پر کوئی حجتہ نہیں پکڑ سکتے۔ اب بھی ہشیار ہو جاؤ تو ہو سکتے ہو! ہو! کیوں؟۔ بولو!۔ ارے تم سونے ہو؟ ارے تم نے کچھ پیاتے؟ ارے تم جیتے ہو کہ مر گئے ہو؟ جاؤ جہنم کو۔ یہ ہے عقل دہم۔ ان سب عقلوں کے اوپر ایک عقل۔ وہ ان سب کے زور وں کو سٹے ہوئے ہے! اسے ہم ہتیا دیا کرتے ہیں وہ ہماری طرف منہ نہیں کرتے! ہم ہیں اپنے عالم جبروت عالم کبریا میں بے نیاز یہ ہونا چاہئے! یہ ہوا! یہی ہوتا ہے! عالم عقول عالم نفوس عالم ارواح! تہذہ ہزار عالم ایک بات ہے۔ ہزار در ہزار عالم پر ہماری

نگاہ ہے۔ اُسی پر زرد تاخو رشید کام ہو رہے ہیں عقول تو ہو گئیں  
اب نفوس ہوتے ہیں +

## تیسرا اتصال - نفس

نفس ہر شے میں ہے۔ شے کی ہستی اُس کا نفس ہے۔ ہم جب اپنے  
تمہیں دیکھتے ہو اور سوچ کر کہتے ہو کہ ہوں وہی تمہارا نفس ہے۔  
نفس وجود ہے شے کا +

ہم اپنے عالم میں۔ اور عالم در عالم ہم میں ہم ہیں۔ ہمارے  
علم میں ہم میں شوقِ ظہور نے شہود آواز ہوئی ہوں۔ یہ تمہارا  
نفس کئی +

ظہور ہوا۔ عالم کئی ہوا۔ عالم کئی عالم نفوس کا۔ عالم کئی عالم  
عقول کا اور اس طرح ہزاروں عالم ہیں۔ انہیں ہم ہی جانتے ہیں۔  
یہ کیفیت نفس کئی کی نفس ہے تو ہر شے میں۔ مگر اتان میں جو نفس  
ہے یہ عجیب آفرینشِ قدرتِ خدا کی ہے۔ یہ ایک جہت میں وہی نفس  
ہے جو ہر شے میں ہے۔ اور دوسری جہت میں قوت ہے کہ صہود کرے  
طرف اُس نفس کے جو کہ عالم علم اور عالم عقل اور عالم ہوں کی  
طرف جو عالم قدس میں ہیں۔ یہ ہے نفسِ ناطقہ اور ادھر ہے  
نفسِ ناطقہ الہیہ۔ نفسِ ناطقہ ہمارا ہم میں ہے۔ اور یہ تو پتیر  
ہے ہمارے نفسِ ناطقہ سے جو الہیتہ میں ہے۔ یہ پرتو ادھر

سے ہے مگر نہیں ہو سکتا جب تک کہ ادھر کا نفس ناطقہ اُدھر صعود  
 ذکر ہے۔ یہ صعود اور اُدھر کا پر توہ متفق ہوں تو ہم فیضان الہی میں ہو کر  
 وہ کچھ معلوم کریں جس کو اب ہم نامکن سمجھے ہیں۔ اور جو ہوتی ہیں اس  
 پر حیرت کرتے ہیں اُسے یزدان پاک کیا یہ تھوڑی بات ہے  
 کہ میں ابراہیم زرقشت تجھ سے باتیں کرتا ہوں اور پوچھ پوچھ کر  
 لکھتا ہوں مسائل الہیہ کو جو سلف سے آج تک سراگئی سمجھے  
 جاتے تھے۔ اور اُن باتوں کی خبر یہ تفصیل دے رہا ہوں جو آج  
 سے دو ہزار اور تین ہزار برس بعد ظہور کر سکی۔ یہ اسی نفس ناطقہ  
 کی ریاضت۔ اور ریاضت کی برکت ہے۔ ہم یہاں کی باتوں میں برکت  
 مانگتے ہیں۔ وہاں کی باتوں میں مانگیں تو اور ہی بات ہو۔ اُسے  
 ابراہیم زرقشت یہ باتیں اور وہ باتیں بہت دور نہیں تو اگر چاہے  
 تو ہم دیں گے۔ وہ بات کہ جو تجھے نہیں معلوم۔ وہ بات کہ جو تیرے  
 فہم سے بالا تر ہے۔ وہ بات کہ سمجھ میں بھی آئے اور بیان میں  
 نہ آئے۔ وہ بات کہ ہم ہیں اور تو ہے اور کوئی درمیان میں نہیں  
 وہ بات یہ کہ ایک دن تو ہو گا اور پر و فسر آزاد۔ اور دنیا تمام  
 الہیتہ کی منکر۔ تو کہیں گا۔ میری کتاب۔ اُسے بلاؤ لا کہو آگیا  
 آلا لا ہا میں کیونکر رواج دوں؟۔ وہ کہے یہ ہوا یہ گئے وہ ہوا وہ پڑا  
 یہ وہ!۔ پھر میں کیا کروں؟ ہم کہیں تم دیں گے اچھی ترکیب!۔  
 اُسے ابراہیم زرقشت تب تو مجھے کہیں گے اُسے یزدان پاک

مجھے کیونکر معلوم ہو؟ ہاں تو ہو ہم میں ہم ہوں تجھ میں۔ اے  
یزدان پاک یہ تو مشکل! اے ابراہیم زرتشت یہ مشکل ہے  
مگر اس وقت! اور جب تو ہو ہم میں تو آسان ہو اے یزدان  
پاک میں ہوں جیسمیا یہ کیونکر ہو؟۔ اے ابراہیم زرتشت  
تو ہر وقت اس حالت میں نہیں ہو سکتا۔ پروفیسر آؤ کو ہر وقت  
ہے۔ اے یزدان پاک میں ہر وقت کیونکر ہوں؟ نہیں سکتا  
کہ جیسمیا ہو جو ہر ربط جب تک عالم محسوسات میں ہوں۔ یہ  
حالت نہیں ہو سکتی اے ابراہیم زرتشت ہے تو ایسا ہی۔ یہ کیفیت  
جو تجھے اس وقت حاصل ہے دشواریاں اٹھا کر تجھے حاصل ہوئی  
ہے۔ اے یزدان پاک کیونکر جانوں کہ جو ادھر کی باتیں ہیں  
ادھر کیونکر ہو رہی ہیں؟۔ بس یہی سمجھ لو کہ اسی طرح۔ جو ہم نے کھول  
دی کھل گئی۔ اے یزدان پاک کیونکر جانوں کہ جو ادھر کی  
باتیں ہیں ادھر کیونکر ہو رہی ہیں؟۔ بس یہی سمجھ لو کہ اسی طرح۔ جو ہم  
نے کھول دی کھل گئی۔ اے یزدان پاک اس سے زیادہ  
نہیں؟ نہیں۔ یہی ہے ہماری مشیت۔ بس نفس ناطقہ کو ہم نے لیا  
جب یہ بات ہوئی ہے۔ وہ اگر چاہتا تو ہوتا مگر اور طرح اے یزدان  
پاک اور طرح کیا۔ اور طرح یہ کہ وہ نفس ناطقہ سے پوچھتا وہ کتنا جتنا  
اسے معلوم تھا۔ اس کا علم اور ہمارا اور ہو سکتا کہ وہ ہم سے لیتا اور  
بتاتا مگر یہ بھی اور بات تھی +

اب تو دیکھ ابراہیم زرتشت انسان میں نفس ناطقہ کو ہم نے کیا برکت دی ہے۔ اسے جسم میں جو ہر بسیط پیدا کیا۔ اور ادھر سے ادھر آکر گھوم رہا ہے ہم پہنچا تا ہے۔ اور ہم اسے اپنی قسرتوں کیسی رحمتہ مبذول فرمائے ہیں؟ یزدان پاک یہ رحمتہ ہے؟ یہ رحمتہ ہے۔ ہم سے پوچھتا ہے! ہم بتاتے ہیں! نہ سمجھے۔ ہم سمجھاتے ہیں! یہ رتبہ کسی کو حاصل ہے؟ نہیں! کیوں۔ تجھے پہلے ہمارے وجود کا یقین تھا؟ اسے یزدان پاک نہیں تھا

ہاں اور اب۔ برحق! تو ہے! اور ہے! اور ہے! تو ایسا ہے! اور اس سے زیادہ ہے! اور زیادہ سے زیادہ ہے!

یہ ہے ہمارا فلسفہ ہم آج تجھ کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جو انبیاء کے سلف کو دیا تھا آج سے کئی ہزار برس پہلے۔ دیکھ ابراہیم زرتشت ہم نفس ناطقہ کو ۱۲ شعبوں میں منقسم کرتے ہیں۔ وہ تجھ میں ہیں اور تجھے خبر نہیں۔ تو اگر چاہے تو ہر ایک سے استعارے کے اپنے مطالبہ پورے کر سکتا ہے۔ ان میں سے پہلے ہے۔

۱۔ سو کے آ۔ پہلا شعبہ نفس انسانی کا ہے۔ جبکہ وہ وجود میں آتا ہے۔ اور وجود محسوس ہوتا ہے۔ وہ بطن مادر میں ہوتا ہے۔ اور باہر آکر جب تک کہ ماں باپ کو پہچانے وہ سو کے آ میں ہوتا ہے۔ بس یہی ہے +

۲۔ سو کے آ۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے جبکہ وہ والدین کو پہچانے

اور گھروالوں اور باہروالوں کو پہچانے۔ اور کہے  
کہ یہ نہیں میرا۔ مگر ہر چیز کو کہے کہ یہ ہے میری۔  
جب یہ ہوا اور جب تک یہ ہو۔ وہ ہو کے آئیں  
ہے۔ بس +

۳۔ یا و یا۔ وہ نفس انسانی ہے کہ جب وہ اپنی چیز کو اپنی اور  
پرانی چیز کو پرانی کہے۔ مگر لے لینے میں اُسے دو ٹوک  
برابر ہوں۔ یہ ہے ہو کے آ اور یا دیا کی حد۔  
اور جب تک وہ اس حالت میں ہے یا و یا میں ہے  
بس +

۴۔ و یا و یا۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے کہ حق اور ناحق کو پہچانے  
اور جانے کہ اگر غیر لونگا تو قیامت ہوگی۔ میرا وہ ہے  
جو میرا ہے۔ جو میرا نہیں وہ غیر کا ہے۔ غیر کا حق  
لونگا نہ تھمیکا۔ وہ تھمیکا میں نہ ہونگا۔ یا اور کوئی گھر  
میں سے جائیگا۔ بس یہی ہے +

۵۔ شیا و یا۔ نفس انسانی کا شعبہ ہے۔ ہم ایک شے کو دیکھتے  
ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ہے یا یہ نہیں ہے۔ شیا دیا  
اُسے کہ دیتا ہے کہ یوں ہے۔ یہ ماننا ہے تو کتنا  
ہے یوں ہے۔ نہیں تو کتنا دیتا ہے کہ یوں نہیں۔  
ہو سکتا۔ اسی میں ہیں فہم و ادراک۔ انسان نہیں



جان سکتا کہ اس کے اندر کون ہے؟ جو پہلے ایک  
شے کو یوں کہتا ہے۔ اور وہ کون ہے؟ جو اسے  
روکتا ہے یہ ایک قدرۃ الہی ہے +

۶۔ سیاویا۔ نفس انسانی کا وہ شعبہ ہے جو کہتا ہے کہ دیکھو تو سہی  
یہ کیا ہے؟ فہم و ادراک اسی وقت متوجہ ہو جا

ہیں۔ اور تحقیق کر لیتے ہیں کہ یوں ہے یہ بھی ہم نہیں  
جانتے کہ یہ کیونکر ہے۔ اور ہم میں کہاں ہے +

۷۔ سیاویا۔ ہم میں وہ شعبہ ہے کہ ہم فہم و ادراک تو کرتے ہیں  
مگر یہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ ہم  
کرتے ہیں۔ اور ان میں کوتاہی اور سستی بھی ہوتی  
ہے۔ کوئی ذہین ہوتا ہے۔ کوئی غبی۔ ہم اگر چاہیں  
تو نیز بھی ہو جائے +

۸۔ سیاویا۔ ہم میں وہ شعبہ ہے کہ جو کچھ ہم سمجھیں اگر چاہیں تو جہاں ہر

مجرب وہ سے پوچھ کر اسے تصدیق کریں۔ یہ رتبہ ہر  
ایک کو حاصل نہیں۔ جو جانتے ہیں وہ کر بھی لیتے ہیں۔

نفس ناطقہ انسانی ہمیشہ اُدھر سے تعلق رکھتا ہے  
ہمیں خبر نہیں ہوتی۔ ہم برخلاف بھی ہو جاتے ہیں۔ وہ

ہمکاہ کرتا ہے۔ پھر بھی خبر نہیں ہوتی +

۹۔ سیاویا۔ نفس ناطقہ کی وہ قوت ہے کہ جب اسے معلوم ہوتا

ہے کہ یہ بات ہے تو وہ ہماری طرف رجوع کرتی ہے۔ جو ہم کہتے ہیں سنبھلتی ہے۔ ہم اسے اپنی طرف لیتے ہیں اور جو وہ مانگے دیتے ہیں۔ ہمارا دینا اور اس کا لینا ایک ہوتا ہے۔ وہ ہم میں اور ہم اس میں جب یوں ہوتو ہو\*

۱۰۔ دیا۔ ہم اپنے میں ایک قوت دیکھتے ہیں کہ جب کوئی شے سامنے آئے نہ دیکھی ہو نہ سنی ہو تو وہ ادراک کرتی ہے۔

وہ ہم میں ہے مگر معلوم نہیں۔ ہم سوچتے ہیں معلوم کرتے ہیں جانتے ہیں کہ ہم ہی نے ادراک کیا۔ یہ دنیا میں ہے تو اُدھر ہے۔ اور اُدھر ہے تو عالم عقول۔ اور اور عالموں میں ہو کر ہم تک پہنچتی ہے۔ ہم اسے اور نویں کو ملا کر لیتے ہیں اور دیتے ہیں۔

یہی\* ۱۱۔ دیا۔ ہم ایک اور قوت دیتے ہیں۔ وہ ہوتی ہے نفسِ ناطقہ میں۔ گردیتے ہیں اسے جس میں دیکھتے ہیں جو ہر

قابل۔ وہ لیتا ہے۔ ہم میں ہو کر اور پھر ہوتا ہے عالمِ محسوسات میں سب دیکھتے ہیں اور حیرت کرتے ہیں کہ انسان سے فوق العادۃ اور فوق المطاقہ کام کیونکر ظہور کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں یہ ہے ہماری قوت۔ یہ

ہے ہماری قدرۃ یہ ہے ہماری حکمت یہ ہے ہمارا فلسفہ

جب ہم چاہتے ہیں ظہور دیتے ہیں۔ اور بس +  
 ۱۲ - نیا۔ نفسِ ناطقہ میں یہ جو ہر ہم نے رکھا ہے۔ یہ عجیب  
 قدرۃ ہماری ہے۔ وجود اس کا عالم جسمانی میں  
 ظہور اس کا عالم جسمانی میں جو ہر اس کا بسیط۔ اس  
 میں یہ منفہ ہم نے رکھی ہے کہ جب عوارض جسمانی اور  
 لواحق حسی سے الگ ہو کر صعود کرتا ہے تو صلاحیت  
 پیدا کرتا ہے کہ جو اس عقلانی میں شامل ہوتا ہے  
 یہ رتبہ اس کو شوق اور ریاضت کی برکت سے ہوتا  
 ہے۔ کہ آتا ہے ہماری طرف۔ یہ عوارض و لواحق  
 کو محو کر کے منہک ہو جاتا ہے ہم میں۔ اس وقت  
 ہم ہوتے ہیں اس میں۔ یہ لیتا ہے ہم۔ دیتے ہیں  
 ہم جس کی یہ صلاحیت رکھتا ہے یہ ہیں ۱۲  
 شعبہ نفسِ ناطقہ کے۔ اور لکھتے ہیں ہم +

## چوتھا اتصال

اس میں ہم پہلے طبیعیات کو بیان کرتے ہیں  
 علمِ طبعی۔ وہ علم ہے کہ اس میں بحث کرتے ہیں جسمِ طبعی اور اس کے  
 لواحق سے +

جسم طبعی - وہ ہے کہ مشتمل ہو ابعاد ثلثہ پر۔ اور اس میں مثلث مرتفع  
گروی بنسوی مخروط مستدیر مخروط مضلع استوائی مستدیر استوائی  
مضلع جو متطیل شکل چاہو تراش لو +

ہم جسم کو یہی سمجھتے ہیں کہ جس میں ابعاد ثلثہ سمجھتے ہوں -  
اور وہ خود کسی صورت خاص میں ہو۔ وہ درحقیقتہ قدرت الہی میں متناہی  
ہے۔ اُس کی ابتدا اور انتہا نہیں۔ جو قدرتی ہو گاہہ طبعی ہے۔ جو

شکل

ہم نے تم نے بنایا وہ تعلیمی +  
شکل تعلیمی - جو تم دو کسی مجسم پر۔ ہم اقلیدس کو جو علم دیئے  
اُس کی شکلیں تعلیمی ہونگی۔ وہ مادہ کے مخارج نہیں اپنے مجسم میں +  
شکل طبعی - ہم سے تم سے نہیں۔ وہ قدرت الہی سے +

مکان

## مکان - چیز

جب ہم دیکھتے ہیں کسی چیز کو کہ کس جگہ ہے۔ اور ہے تو کیونکر  
ہے؟ ہم اس جگہ کو کہتے ہیں جائیکہ درو باشد شے۔ عرب سے  
ہم نے کہوایا ماکون فیہ الشے جب تک شے اُس میں نہیں مکان  
ہے۔ جب شے اس میں ہے چیز اُس کا ہے۔ افلاں الہی  
بندہ مجرب کیا گیا۔ ارسطو نے اس کی تعریف کی۔ پسند نہ ہوئی۔ اُس  
نے کہا وہ اندر کی سطح کہ ماس ہو شے کی باہر کی سطح کو وہی شے  
کا مکان ہے۔ اُس نے اُس علم سے لیا جو ہم نے اُسے دیا ہم سے

چیز

لیتا تو یہ نہ کہتا۔ دیکھا براہیم درشت وہ سامنے کون ہے؟ یہی ہے ارسطو۔ افلاطون کو ہم سرخیل اشراقیین کا کرینگے یہ ہم سے یگانا۔ اور دیگانا۔ ہم آجے دینگے اشراق۔ وہ ہونگا دنیا میں مگر ہماری طرف۔ دنیا اسے تنگ رہیگی کہ کیوں نہیں آتا مجھ میں۔ وہ کہیگا کھلا ہے میدان میرے آگے۔ یہاں تنگی نہیں۔ میں تنگی میں نہ آؤں گا۔ دنیا مجھے وسعت دیتی ہے مگر بہت تھوڑی دیر کے لئے! بہت ہوتا چند سال! اُدھر ہے وسعت لا نہایت اور مدد لہی کہ ہمیں نہیں معلوم۔ میں اُدھر ہوں!۔ ارسطو کو ہم علم دیتے ہیں۔ وہ لیتا ہے۔ اور دینا ہے مگر عقل جزئی میں۔ وہ اس کی ہے اسی واسطے کہیں نا تمام ہے۔ کہیں خلافت۔ ہم نے اسے غلط کہا سب نے غلط کہا۔ بس یہی +

## زمانہ

جب ہم کہتے ہیں کہ یہ بات تھی +

یا ہے۔

یا ہوگی۔ تھی ہے۔ ہوگی۔ واقع ہووے مانہ

اول ماضی دور سے حال تیسرے استقبال ہے +

ماضی گزر گیا +

حال۔ جب تم کہو گے کہ وہ شے ہے۔ تو جب تم وہ میں ہو وہ حال

ہے اسے استقبال کے کا خیال آیا اور وہ ماضی ہو گیا۔ ہے کو بولو۔  
سوچو۔ ہ کے کے بیچ میں اگر وقت ہے تو وہ حال ہے۔ تم  
کو لگے کہ نہیں ہے۔ مگر پھر بھی کچھ ہے! اور وہ اتنا ہے کہ قابل شمار  
ہیں۔ وہ چیز ہے لایہ تجر تے۔ اسی واسطے نامحسوس اور معدوم ہے  
وقت کی تعریف ہم افلاطون الہی کو دینگے۔ وہ کہیگا۔ اُس سے  
ہم اندازہ کرنے میں اتنا زہ پتہ پر شے کا۔ اسے سب پسند کریں گے۔  
ماضی اور استقبال کے بیچ میں جو فاصلہ ہے اُسے۔ ان کہتے  
ہیں۔ آن ادھر نہیں۔ ادھر آن ہی آن ہے۔ ادھر ماضی اور استقبال  
سب حال ہے۔ اور جو گذرا اور آئیگا سب حاضر علم الہی میں سب  
اسی طرح سے ہے گویا حال۔ جب آن وہاں اس طرح سے ہے  
تو ازل سے آبد تک وہاں سب آن ہے اور آ نیات وہ ہیں  
کہ ازل سے آپ تک جس آن میں چاہو حاضر یا وہ عقل علم نظر  
کلید جزئیہ مدد و شہ سلامتہ وجود صحابہ و خدہ سب اس میں  
ہیں۔ کوئی عہد ان سے خالی نہیں۔ یہ ہماری خدائی کے ظہور میں ظہور  
پاکر آئیں۔ اور میں اور رہیں گی۔ یہ میں ہماری قدر کے ساتھ۔ اور  
زمانہ ان سے خالی نہ ہو گا +

علم تم ہیں۔ ہم میں ہوا علم میں ہو۔ ہم نے یونان کو کہا اُس  
سے عرب نے لیا۔ اور کہا خصل صورۃ الکئی فی العقل۔ سب  
نے مانا۔ ہم نے کہا صورۃ الکئی صورۃ سے یہ صورۃ مراد نہیں جو

آن

آیات

علم

تم آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ صورتہ سے مراد ہے صورتہ تادہ خصوصیتیں  
ہیں جو ہم نے شے کے لئے اس کی حقیقتہ میں رکھی ہیں۔ انہوں نے  
ایسا طرے کرتے محسوسات میں اگر صورتہ دکھائی۔ یہ علم ہم کو ہوتا  
ہے۔ ہم سے ہو تو ہو۔ آپ ہی ہو تو نہ ہو۔ ہم دیں تم لو۔ تم نہ لو تو ہم  
کیا کر میں! یہی ہے +

علم ہیولانی جب ہم کسی چیز کو دیکھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ یہ ہوگی  
پھر جو دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہیں۔ اسے ہم نے علم ہیولانی  
کہا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ یہ نسبت پہلے کے اب علم زیادہ ہے اور  
یہ علم ہیولانی ہے۔ کیونکہ یہ ہماری عقل جزئی سے ہے۔ اور یہ  
ایسا ہے کہ جو سمجھتے ہیں اور معلوم کرتے ہیں وہ الے اللہ نہیں ہوتے  
اگر ہوں تو بڑی بات ہو جائے۔ اور اس کا سبب ہماری عقل  
جزئی ہے۔ یہ اپنی جگہ ہو۔ کچھ نہیں کرتی۔ اور ہو تو یہ حال ہوتا ہے  
عقل ہیولانی اور عقل جزئی ہمیشہ متضاد۔ اے کے کچھ سے کچھ کرتی  
ہے۔ ہم کو چاہئے کہ اسے اس کے رتبہ پر چھوڑ کر مستوفی ہوں۔  
تہ ہوں تو نہ ہو۔ اور حکم ہو کہ چلو آگے۔ یہ ہے ہمارے حکم کا طور +

عقل بالاضافہ یہ عقل وہ ہے کہ ہم اور سے بوجھ کر ہم پہنچائیں  
آشادوں سے بزرگوں سے کتابوں سے جو علم حاصل ہو اور  
اس سے جو قوت حاصل ہو ہم پہنچے وہ عقل بالاضافہ ہے۔ اس کا  
علم علم بالاضافہ ہو گا۔ یہ ہے ہمارا فلسفہ۔ ہم وہ دیتے جو ہم

علم ہیولانی اور علم بالاضافہ جو علم کا سبب ہے

عقل بالاضافہ (۱۲)

مناسب وقت سمجھتے ہیں۔ یہ بھی قابل اعتبار نہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ہماری طرف نہیں +

عقل بالصفات۔ یہ عقل ہم سے ہوتی ہے مگر خاص خاص فنون یا حرفوں میں ہوتی ہے۔ ایک کام کو برتنے اور مزاولہ کرنے میں قوت ایجاد یا اصلاح انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ دیتے ہم ہیں صاحب فن جانتا ہے کہ میرا ایجاد ہے۔ یہاں دریا بہہ رہے ہیں اگر ہم سے ہو کر لے تو بہت ہو اور خوب ہو۔ یہ ہے اس کی تنگ ظرفی۔ یہ ہے +

عقل بالوقایع جب ہم انسان کو اذھر بھیجتے ہیں تو اسے کہہ دیتے ہیں کہ ایسا ایسا ہو گا۔ وہ وعدہ کرتا ہے یوں کرونگا۔ اور یوں کرونگا یہاں آکر سب بھول جاتا ہے۔ اگر ہم سے ہو کر کام کرے تو ایسا وعدہ میں فرق نہ ہو عقل بالوقایع اسی کو ہوتی ہے جو ہم میں ہو۔ پس

ہی ہے + عقل بالکائنات ہم عہد قدیم میں ایسے لوگ بھی بھیجتے تھے جو دنیا کی نہ بیائش اور لذت اسائش کو پر وایں نہ لاتے تھے۔ اور ہم نہیں اپنی طرف لیں تو خوش نہ لیں تو بھی خوش۔ وہ ہم سے غرض رکھتے تھے۔ ہم انہیں تو اسے عقل سے قوت دیتے تھے۔ اور وہ اسی زیائش اور اسائش سمجھتے تھے۔ وہ دونوں اور تین سو برس کی عمر پاتے تھے اور علم کو ہم سے لیتے تھے۔ ہم انہیں دیتے تھے۔ علم ان کا درس

عقل بالصفات (۳)

عقل بالوقایع (۴)

عقل بالکائنات (۵)



اور کتاب میں نہ تھا۔ جو تھا ہم میں تھا۔ مذہب اُن کا کسی اُمتہ میں نہ تھا۔ ہم میں تھا اسی واسطے رب میں تھا۔ وہ پوچھو تو ماکانہ و مایکون کی خبر دے سکتے تھے۔ ہم اُن میں نہیں تھے مگر وہ ہم میں تھے۔ اسی بات کو غور سے سوچتے تھے اور کہتے تھے شاید یہ ہو۔ اور وہی ہوتا تھا۔ ہم انہیں دیتے تھے۔ انہیں خبر نہ ہوتی تھی۔ جب اُمتہ محمدیؐ نے زور کیا۔ اور علم آیا کتاب میں۔ دلوں نے ہمیں چھوڑا اور اسائے صفات زبانیوں پر رہ گئے۔ ہم نے کہا یہ بھی ہو۔ تسویریں نہ گذرے تھے کہ وہ بھی نہ رہا۔ ہم نے کہا۔ یہ اُمتہ پندرہ سو برس سے زیادہ نہ رہیگی۔ لوگ ہمارے نام پر سو گد کرنے لگے۔ ہم نے کہا۔ جاؤ اب کچھ نہ ہوگا۔ جب یہ ہوا تو اُن لوگوں نے ادھر آنا نہ چاہا۔ اور ہم نے بھی انہیں مجبور نہ کیا۔ یہ قرب قیامتہ ہے۔ دیکھو! جب ہم قیامتہ لائینگے تو دکھائینگے کہ پروفیسر اُنڈاد پر ظلم کرنے سے کیا ہوتا ہے؟ اسے ابراہیم زرتشت ہم دیکھ رہے ہیں۔ یہی ہے ہمارے فلسفہ کا اصول۔ بس یہی۔ اب ہم امور عامتہ بیان کرتے ہیں۔ اور لکھتے ہیں۔

## پانچواں اتصال

اُسے رام۔ یہ باب اُن باتوں کے بیان میں ہے جو ہم میں اور محمد ثنات میں مشتعل ہیں۔ ہم ہیں واجبہ جو ہماری طرف میں سب

جو اہر سلیطہ ہیں۔ عالم محسوسات میں جو ہر ہیں۔ مگر جو ہر اس  
 اعتبار سے ہیں کہ حامل میں چند اعراض۔ اگر ان کا خیال نہ کریں  
 تو جتنے محاشات ہیں سب عرض ہیں ہم عرض کو جو ہر بنانے  
 میں جس قدر کوشش کریں ریافتہ الہی ہوگی۔ جو ہر کی نگر عرض  
 بنے؟ قدیم سے تعلق نہ رکھے۔ عرض کیونکر جو ہر بنے۔ قدیم  
 سے وابستہ ہو حدوث سے محفوظ ہوگا۔ ہم حدوث میں ہیں۔  
 قدیم سے تعلق پیدا کریں تو کیونکر کریں؟ اس کے صفات کو ادھر  
 نہ ہوں انہیں رفع کرد۔ تم۔ حدوث میں ہو تو تم۔ تم ہو۔  
 وہ جو جواب میں کہے کہ ہوں۔ وہ ہم ہیں۔ اس کو لو۔ اور کہو کہ  
 وابستہ ہو ایز و سے۔ اور جب ادھر سے جواب مرحمت ہو تو اس کے  
 بموجب اطاعت میں ہو۔ وہی طاعت ہوگی جو کچھ کر دے تم۔ اور اس  
 میں وہ فیضان ہوگا جس کے تم مستوجب ہو۔ یہ ہے تمہاری صلاحیت  
 حال پر ملتوی۔

اے ابراہیم زرتشت تو دیکھتا ہے۔ وہ پر و فسر آزاد  
 کیا شوق سے ہماری طرف دیکھتا ہے جب ہم اسے کسی کام  
 پر بھیجئے وہ بڑی تکلیفوں میں ہوگا۔ اور بیماری بھی ہوگی کہ علاج  
 نہیں اس کا۔ تو بھی وہ ہماری طرف ہوگا۔ اور تیری دونوں کتابوں  
 کو لکھیگا۔ وہ ایسی حالت میں ہوگا کہ ہم نہ دیکھ سکیں گے۔ تو بھی ہم اسے  
 دینگے۔ اور وہ لیگا۔ یہاں تک کہ سپاک پوری لکھ لیگا۔ اور نماک

بھی ختم کر بیگا تب تم کیلئے۔ اب تو آرام لے۔ اور پڑھنے کی کتابیں  
 اُسے بھیجینگے۔ وہ لیکھا اور خوش ہو گا۔ تم کہیں گے دیکھ ہم نے تجھے وہ  
 دیا۔ تو نے خوش ہو کر لیا۔ اب یہ دیتے ہیں۔ تو خوش ہو کر لیتا ہے۔  
 ہم تجھے اب رُپیہ دیتے ہیں تو سہلے اور جا جس جگہ ہم کہتے ہیں۔ وہ  
 رُپیہ لے کر وہاں جائیگا اور بیٹے کو کیلگا۔ میں تو یہاں بیٹھا نہیں نے  
 کام کا اختیار ہے۔ بیٹا کیلگا۔ میں بھی بیٹھا۔ یہ ہو گا انجام اُس کا۔  
 اے ابراہیم درخشست۔ فیضان ہمارا ایک نہیں۔ وہ دنیا  
 میں ہوتا ہے۔ اور دنیا ہی میں ہوتا ہے۔

تو سلطنت کے کاروبار کو اصلاح کرتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔  
 اسفندیار۔ کارزار کے میدان میں پیرکار کرتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔  
 اور جاسپ۔ فوج کشی اور نظام جنگ میں عرق ریز ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔  
 جاماسب۔ وزیر کا بوجھ لئے لگتا ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔

رستم۔ سیستان میں دور سے بیٹھا دیکھ رہا ہے۔ اور اپنے اختیاروں  
 سے ہاتھ اٹھائے ہے۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔

زال۔ سام۔ اور نریاں اس سے زیادہ۔ یہ ہمارا فیضان ہے۔  
 سیمرغ۔ ایک ناریں بیٹھا ہے سب سے پرکنا رہے۔ تو بھی بہت  
 سی باتوں سے ناخبر ہے۔ یہ بھی ہمارا فیضان ہے۔ وہ جس وقت  
 دنیا سے اٹھیں گا ایک ہزار و سو برس کی عمر لے کر اٹھیں گا۔ اور پدھا

ہم میں آئیگا۔ تو اگر چاہے تو نیم رخ ہو جا +  
اے یزدان پاک مجھے تو جو عمر گزری ناگوار گزری انبیاد  
عمر سے مجھے معاف رکھو +

اے - یہ ہماری رحمت ہے تیرے حال پر اگر تو اسے خوش  
ہو کر نہیں لیتا تو نہ لے +

اسے یزدان میں ہوں تیرے حکم میں - اور جب اوھر سے  
اُوھر ہوں تو آؤں سیدھا تیری طرف - یہی ہے دعا - یہی ہے التجا -  
اے ابراہیم زرتشت ہم نے تجھے فوت دیا تو نے کیا -  
ہم نے اُسے ظہور دیا - تو خوش ہوا - اب ہم تجھے ایک اور نور دیتے  
ہیں - تو اسے ظہور دیگا +

اے یزدان پاک - وہ بھی تو - یہ بھی تو - اچھا - جاتو پہلے  
گشتا سپ کے پاس اُس سے اجازت لے اور جا اسٹند بار کے  
پاس - وہ تجھے بھیجیگا اپنے بیٹے بہمن کے پاس - وہ تجھے آتشکدہ  
بلخ میں پہنچائیگا - وہاں ہمارا نور تجھے ظہور کریگا - بہمن کو اعتماد نہیں  
وہ ظہور سے ایمان پائیگا - ہم اُسے بہت نہیں - کم دینگے - وہ  
اُسی میں بہت خوش ہو گا اور تجھ کیگا کہ مجھ پر رحمت ہے - تو وہاں  
سے خوش آئیگا اور کہیگا - اے یزدان پاک تو نے اپنا وعدہ  
ایفا کیا - مجھے وہ دے جس سے میں ہوں تیری طرف +  
اے ابراہیم زرتشت تو چاہتا ہے کہ ہو ہماری طرف

ہو تو میری طرف ہم ہم ہم ہم ہم ہیں تجھ میں۔ تو ہو ہم میں۔ ہم کو لے  
 اور ہو تو ہماری طرف۔ ہم ہیں اوپر اور اوپر سے بھی اوپر اور  
 اُس سے بھی اوپر تو دھیان کر ہماری طرف اور ہو ہماری طرف  
 اور ایسا ہو کہ ہم ہی کو کہے اور ہم سے سنے تو اُس وقت جو دھیان  
 ہم بنائیں گے۔ اس طرح کہ شبہ نہ رہیگا۔ یہی ہے حکم۔

اے یزدان پاک میں صبح کو بیدار تو ہوں۔ پر اس طرح  
 کیونکر ہوں؟ ہو ہماری طرف! اے یزدان پاک میں تو ہوں  
 تیری طرف پر وہ بات کیونکر حاصل ہو؟ ہو! مگر ایک عرصہ  
 کے بعد ہم ہیں دینے والے تو ہے لینے والا رحمۃ کا اپنی طاعت  
 کے لئے اپنی اطاعت کے لئے اپنی ریاضت کے لئے صبح کو شام  
 کو یہ ہو گا تو ہو! تو ہو! تو ہو!۔ بس یہی +

دیکھا براہیم زرتشت ہم کیونکر تجھے اپنی طرف لیتے ہیں۔ ہم  
 تجھے بتاتے ہیں اور سمجھاتے ہیں کہ یوں آ ہماری طرف اور یوں ہو  
 ہماری طرف اگر تو نہ ہو گا تو نہ ہو گا۔ ہم اپنے بندوں کو اس طرح  
 دیتے ہیں۔ اور وہ لیتے ہیں تو اس طرح لیتے ہیں +

تجھے نہیں سناؤ دینی ہماری رحمۃ کی دہش تو دونوں ہاتھ اپنے  
 کانوں پر رکھ۔ ادھر کی سماعت کو بند کر یگا تو ادھر کی بخشائش کو  
 لیگا۔ یہ خواہ اس۔ ادھر کے محسوسات لے نہیں سکتے۔ اور لینا ان  
 کا مان ہے ادھر کے حصول کو۔ یہی ہے اصول اس وصل و وصول کا۔

تو نے ہم کو عرض کرنے میں بھی قصور نہیں کیا۔ ہم نے بخشائش میں کوتاہی نہیں کی۔ تو ہے ہر وقت عالم کثرت میں۔ ہو تو عالم وحدۃ میں تو ہو واحد اور واحد کو کر تو حید عالم ماسوت تمام وحدۃ وحدۃ وحدۃ ہے۔ تو سکھا نہیں تو حید۔ یہ اپنے آپ کو ہم میں ایک کریں۔ ہم ہونگے ان میں تو وحدۃ نہ ہوگی کلیتہ ہو جیگی کلیتہ ہم میں! ہم میں ہوا اور تو وحدۃ سے باہر اگر ہم میں ہو کہ سب ہوں تجھ میں۔ یہ ہیں اصول اے راما کے۔ اور یہاں ہم اپنا مطلب ختم کرتے ہیں +

اے ابراہیم زرتشت ایک دن وہ تھا کہ ناک سم نے تجھ کو دیا۔ اور ۲۵ فریو راکا با انجام پہنچایا۔ دن یکشنبہ تھا سال ۱۲۵۱ فریدوانی +

آج ہم پروفیسر آزاد کو لکھواتے ہیں۔ اور با انجام پہنچاتے ہیں۔ دن ہے منگل کا۔ ۲۲ ہے سیا کی سال ۱۸۹۵ مسیحانی +

اے ابراہیم زرتشت دنیا کفر و کفران ہے۔ اُسے کتاب نہیں دیتے ہم نے کہا۔ ہم دینگے۔ دن نہیں بتاتے تاریخ تک نہیں بتاتے ہم نے کہا ہم لکھا دینگے۔ یہ پروفیسر آزاد ہے جس کا ہم نے ہاتھ پکڑا ہے۔ اُسے روٹی کا ٹکڑا نہیں۔ کیونکہ ہو؟ ایک پیسہ کی آمدنی نہیں بیٹے کا بھی زور نہیں حکومت کا زور ہے۔ حاکم نہیں

حکومت نہیں۔ بدفہمی کی حکومت ہے۔ ہم اپنے فلسفہ کو دیکھ رہے ہیں۔ جب کرنے پر آمینے کریں گے۔

میں ہوں ابراہیم زرتشت یہ کتاب مجھے یزدان پاک سے ملی۔ میں نے اسے بڑی احتیاط سے لیا اور احتیاط ہی سے رکھا۔ یہ میرے ہاتھ کی لکھی تھی۔ آپ کے بیٹے ملا باقر کو بشارت سے طہران میں ملی۔ ملک کی زبان بدل گئی ہے۔ وہ نہ سمجھا۔ اور کوئی نہ سمجھا۔ اسی پیار سے فرزند نے ڈھونڈ کر اس کی شرح بھیج لی اور فرما کر زحی سے پوچھنا شروع کیا۔ اُسے نہ آئی۔ یہ آخر پوچھتا پوچھتا کیچ و کران پہنچا۔ وہاں ایک شخص کو پایا اور کہا میرے میاں بادا کو آپ کی زبان کا پڑا شوق ہے۔ میں نے ان سے میراث میں لیا۔ وہ خدا کر کے زندہ ہوں۔ سبکے تو بڑے خوش ہو گئے۔ بڑی خوشی یہ ہو گئی مجھ سے ہوئی۔ آپ طہران چلیں۔ اس نے پوچھا فرزند اتنا خوش کیوں؟ یہ تو مشکل نہیں۔ میں چلوں گا مگر پانسو برس کا بڑھا ہوں۔ چلوں کیونکر؟

ملا باقر رویا اور کہا میاں بادا سے جدا ہوں اگر وہ ہوتے پلنے حال پر تو آپ کو بڑی عزت سے لے چلتے۔ وہ بھی رویا جب اس کے زندہ زیر خاک ہونے کا حال سنا۔ اور کہا بہت خوب میں چلوں گا۔ اس کی ایک شرح میرے پاس ہے وہ بھی لے چلوں گا باقر رویا اور کہا۔ مائے داوا میرا۔ وہ بڑا سخی تھا۔ وہ آپ کو نہال کرتا۔

اُن کا حال سنایا۔ اس پر بڑی رقتہ ہوئی۔ وہاں سے چند پارسی اپنے لھوڑوں پر سوار ہو کر طہران میں پہنچے۔ اور ہنگام شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ شاہ نے عزتہ کی اور فرمایا۔ اس کو فارسی میں ترجمہ کریں۔ اُنہوں نے کہا۔ نہ ہوگا۔ پھر بھی کوشش ہوئی۔ معلوم ہوا کہ پروفیسر آزاد نے لاہور میں سپاک کو اردو میں لکھا۔ اور ناکہ کو شروع کیا۔ سب خوش ہوئے +

جب اسقند یار کا عہد نامہ سنا سب نے رقتہ کی اور اس کی مردانگی پر کھڑے ہو ہو گئے اور روئے۔ پھر پروفیسر آزاد کی مصیبتوں کو بیان کر کے رونے لگے۔ ملا باقر نے کھڑے ہو کر کہا۔ انہی انہی انہی۔ اسے یزدان پاک برداد مابری۔ سب نے آمین کہی +

اسے پروفیسر آزاد! تمہاری ہمت سے یہ دونوں کتابیں عدم سے وجود میں آئیں دوبارہ۔ یزدان پاک اس ہمت میں برکت دے اور ان نالوں کو اہلیتہ۔ یہ انہر دھاپے سیری اس کتابت پر جب ان میں تھا دعا کرتا تھا۔ اب نہیں ان میں دعا کرتا ہوں۔ تمام پارسی ایسی حالت میں ہیں کہ شرم ہے مجھے اور نہیں شرم انہیں رہیں یہی ہے +



## قلم ادب

**جانورستان** { علامہ نعیمی کی تحقیق سے یہ کتاب جانوروں کے ظاہر و باطن پر لکھی ہے۔ جس میں درندوں پرندوں چرندوں غرضکہ سب کو رکھنے۔

پالنے اور مسد معارف کے طریقے مولانا موصوف نے نہایت پیاری سادہ اور الہامی اردو میں بیان کئے ہیں۔ بعض جگہ انوکھی انوکھی باتیں بھی نظر آتی ہیں۔ جو دیکھنے اور سننے سے بہت آگے ہیں۔ یہ بھی بالکل نئی تصنیف ہے قیمت ۱۰ ار ۴

**نیرنگ خیال حصہ اول** { ایک دریا ہے استعارہ و تشبیہ کے مضامین کا جس میں دنیا کی ابتدائی حالت۔ سچ اور جھوٹ کا

رزم نامہ۔ شہرت دوام کا دربار وغیرہ وغیرہ مطالب پر خیالات کو اس طرح وسعت دی ہے کہ نشر کی بلند پروازی نظم کو مگر آتی ہوئی آگے بڑھ جاتی ہے۔ اردو کے شوقین نوجوان طالب علم اس سے ہزاروں سبق سیکھنے کے علاوہ اپنی زبان کو نکالی اردو بنا سکتے ہیں۔ یہ کتاب مولانا کا ماسٹر پیس ہے تفلیج ۲۰۰۲۰۔ حجم ۱۲ صفحہ قیمت ۲ ار ۴

**نیرنگ خیال حصہ دوم** { پہلا حصہ لکھنے کے بعد مولانا نے اس کا دوسرا حصہ بھی لکھا تھا۔ مگر قسمی سے چھپ نہ سکا۔ اب

تیار ہے۔ اس میں اسی طرز کے مضامین ہیں جن میں جنت، آفتا وغیرہ وغیرہ مطالب پر روشنی ڈالی ہے تفلیج چھوٹی حجم تقریباً آٹنا ہی قیمت ۱۲ ار ۴

**قند پارس** { زبان فارسی سیکھنے کے لئے ایک نہایت مفید رسالہ ہے جس میں

مصنعت نے سیاحت ایران میں جو مختلف اشخاص سے کار آمد گفتگوئیں ہوئیں۔ تمام اس میں درج کر دی گئی ہیں۔ گویا زبان حال کی فارسی منہ بولتی تصویر ہے۔ یا فارسی سیکھنے کی چلتی پھرتی کچی بلور کورس کے اکثر اسکولوں میں پڑھائی جاتی ہے۔ فارسی سیکھنے اور پڑھنے والے طلباء اگر ایک دفعہ پڑھ لیں تو علاوہ ایران کی سیر کے فارسی خود بخود آجاتی ہے۔ چھوٹی قطع ص ۱۶۰ قیمت ۱۰/-

آموزگار پارسی { اگر آپ نے آپ زر سے لکھی ہوئی فارسی کی ابتدائی کتابیں پڑھیں اور قند پارسی سے چاشنی زبان کو تازہ کر چکے ہیں تو اس آخری درس پارسی آموز سے بھی زبان مذکور کو آجال لیجئے۔ مولانا محمد وح نے سفر ایران کے بعد فارسی گفتگو پر یہ دوسرا حصہ لکھا تھا۔ فارسی پڑھنے والے بچوں کے لئے استاد ضروری ہے کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ ایک دفعہ پڑھنے کے بعد تعلیمی کورس خود بخود آجاتا ہے۔ قیمت ۱۲/-

نظم آزاد { مولانا کی چند قومی دلولہ خیر مشنیاں جولا ہور سکا سبھا کے شاعرے میں پڑھی گئی تھیں جن کا ایک ایک شعر ہندوستان کی قومی زندگی کی جان ہے۔ اور بچوں اور نوجوانوں کے دلوں میں قومی خدمت کی آگئیں پیدا کرنے والا ہے۔ اکثر حصہ مدارس میں حفظ کر لئے جاتے ہیں۔ زبان استاد رسا دہ اور آسان کہ بچہ بچہ یاد کر لے۔ شاعری کے شوقین طلبہ اس مجموعہ ہندو نصیحت کو ضرور مسکائیں۔ حجم ۱۶۰ صفحہ قیمت ۸/-

مجموعہ مکتوبات آزاد { مخزن والوں نے ایک دنیوی مولانا کے خطا سببے ہاں چھپوائے تھے۔ جن کی سادگی زبان، دلچسپی پرورنگ

ہزار جان سے عاشق ہو گئے تھے۔ اب نہایت محنت اور کوشش سے سیکڑوں خط جمع کئے ہیں۔ اکثر شاگردوں کے نام ہیں۔ کچھ دوستوں کو لکھے ہیں بعض میں سرکاری معاملات کی باتیں ہیں۔ غرض کہ پہلے ایک پنکھڑی تھی۔ اب یہ آدوئے معنی کا گلہ شدہ بنکر تیار ہو گیا ہے۔ مضمون کی پستی اور مطلب کی ادائیگی خود طرزِ تحریر کے قربان ہو ہو جاتی ہے۔ چھٹی تطبیع حجم ۱۰ صفحوں سے زائد قیمت ۱۰۰

مولانا نے اس تذکرہ میں مشاہیر شعرائے اردو کی سوانح عمری اور آبِ حیات { ان کا انتخاب کلام اور زبان مذکور کی عمدہ ترقیوں اور اصلاحوں کو اس طرح پیش کیا ہے کہ مشرقی شاعری کی ہمارا فائدہ بن کر سامنے آ جاتی ہے اس کا ہر ایک دور سرستانی ذوقِ سلیم کو ہر مطالعہ کے لوبہ جان تازہ بخشنا ہے عام شائقینِ قصیدہ شعرا کے لئے تو اب حیات و عشقِ با وفا ہے ہر وقت کیلئے سے لگاؤ رکھنے کے قابل ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود حجم ۵۲ صفحوں کے تطبیع ۲۰۰ قیمت ۱۰۰

نگارستانِ فارسی { ہندوستان کے وسیع النظر الشاہد از نے جہاں اردو کے شعرا کے زندہ جاوید کیا۔ وہاں فارسی کے منشا بہرِ شہرا کو بھی اپنی جاوہر بیانی سے مجروح نہیں رکھا۔ یقیناً تذکرہ نگارستان میں خدا نے سخن استادِ اردو کی سے لیکر نور العین واقف لاہوری تک کے حالات ان کی زندگی کے مختلف واقعات، ان کا منتخب کلام و ترقیوں کی طرح سے جڑ دیا ہے۔ مولانا کی یہ تصنیف آج کے سیکڑوں میں لپٹی سو رہی تھی انوش قسمتی سے تیار ہے۔ حجم ۲۰۰ صفحوں کا فذ و لاتی تہذیب و مطالعہ قیمت ۱۰۰ لکھ و معمولی سے ۱۰۰



سے پوشیدہ رہا۔ اب نہایت کاوش اور عرقریزی سے ان جواہر یاروں کو متنبہ  
 دیکر چھپوایا ہے۔ دیا ہے جس سفرایران پر ایک کچھ بھی شامل ہے۔ اس روز مجھے  
 کی زبان نہایت سادہ۔ عبارت واقعات کا نوٹ۔ اس کا ہر ایک فقرہ مولانا کے اہلی  
 جذبات کا مرتع ہے۔ حجم تقریباً ۲۰ صفحے چھوٹی قطعیت۔ جلدء مطلقاً جمہولی پیر +  
 لغت اسرارِ ادبی کا نام ہے جن پر مولانا کو خود ناز تھا ان میں یہ لغت بھی شامل  
 ہے۔ سفرایران کے مسافروں میں سب سے بڑی آرزو اس لغت  
 کی تکمیل تھی۔ جو خدا سے پوری کی۔ لیکن افسوس کہ ایک چھپ نہ سکی۔ اس میں مولانا  
 نے اپنی زبان کی ضروریات کو مد نظر رکھ کر دوزمرہ کی اردو کے مقابلہ میں فارسی  
 الفاظ اور جہتہ محاورات کو لکھ کر کتاب میں انوکھی شان پیدا کی ہے۔ اسیر ہے  
 کہ ہمارے ملک کے شائقین کے لئے نہایت کارآمد ثابت ہوگی۔ قیمت پیر +  
 مرآۃ الغالب { سید وحید الدین صاحب بخود دہلوی جانشین حضرت داغ نے  
 ادب اردو پر احسان فرمایا ہے۔ اردو یہ ان غالب اردو کی  
 بہترین شرح لکھ کر بہت رانی غالب کے دیرہ شوقی کو اور روشن کر دیا۔ تمام اشعار  
 اس طرح سلجھائے ہیں کہ اب طلباء اور شوقین حضرات کو کسی اور شرح کو دیکھنے کی  
 ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ لکھائی چھپائی بھی اس کی شاندار ہے۔ پاکٹ  
 ایڈیشن ۲۵ صفحے جلدء مطلقاً قیمت سے +

ملنے کا پتہ





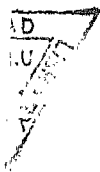




5135

۲۹۵

This book is due on the date  
last stamped. A fine of 1 anna  
will be charged for each day the  
book is kept over time.



۱۲۶۰۵

URDU STACKS

# STACRS

۲۹۵  
۱۳۷۵  
۱۹۷۷  
۱۹۷۷  
۱۹۷۷

[illegible]

URDU STACKS